وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ
اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا
ادارہ جاء الحق

ادارہ جاء الحق کے زیر اہتمام رسالہ

انوارِ حق

شمارہ نمبر ۷، شعبان، رمضان، ۱۴۳۹ھ

درس قرآن

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بے چین دلوں کا چین

روزہ اور سائنس

اسلامی معاشرے میں خواتین کا کردار

سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

تصوف کا "و" وفا

فتنہ قادیانیت کے دلائل

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا۔ (القرآن)

بفیضانِ نظر
پیر طریقت رہبر شریعت صوفی باصفا
حضرت صوفی حق واسع رح
(قادری، چشتی، قلندری)

نظر ثانی
مفتی غلام حسن قادری

زیر سایہ و زیر سرپرستی
سجادہ نشین چیئرمین ادارہ جاء الحق
صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق
(قادری، چشتی، قلندری)

منجانب ادارہ جاء الحق ویلفیئر ٹرسٹ

روح رواں ادارہ جاء الحق

بانی و سرپرستِ اعلیٰ

سجادہ نشین و چئیرمین ادارہ جاء الحق

صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق

فیضانِ نظر

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی باصفا

حضرت صوفی حق واسع علیہ الرحمۃ

(قادری، چشتی، قلندری، جہانگیری، شکوری)

حضرت صوفی حق واسعؒ کا شجرہ نسب عظیم روحانی بزرگ حضرت بابا بالے شاہ سرکارؒ (نارووال) سے جا ملتا ہے۔

آپؒ کی پیدائش 15 نومبر 1950 میں ساتووال گاؤں ضلع نارووال میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنی دنیاوی تعلیم لاہور شہر میں مکمل فرمائی۔ آپؒ کو روحانی سلاسل قادریہ، چشتیہ، قلندریہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ سے فیضِ روحانی عطا ہوا۔ آپؒ نے اپنے آستانہ پاک میں رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم فرمایا۔ دینی حوالے سے بابا جی سرکارؒ کا مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ آپؒ اپنی مجلس میں نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی علوم پر بھی گفتگو فرمایا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ روحانیت کے متلاشی لوگوں کا ایک ہجوم آستانہ پاک میں موجود رہتا۔ جو کہ اپنے علم کی پیاس بجھاتے اور قلبی سکون حاصل کرتے۔ مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آپؒ کی بارگاہ میں اپنی اصلاح و رہنمائی کی غرض سے حاضر ہوتے۔ ایک بہترین مجاہدِ اسلام اور اولیائے کاملین کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے بابا جی سرکارؒ نے زندگی بھر شیطانی قوتوں اور دینِ اسلام کے دشمنوں سے جہاد کیا۔ محبتِ رسول اللہ ﷺ کو فروغ دیا اور عشق کی شمعیں ہمارے دلوں میں روشن فرمائیں۔

7 جنوری 2003ء، 3 ذیقعدہ، بروز منگل بعد از نمازِ عشاء ایک مردِ قلندر ایک درویش سچے عاشق رسول ﷺ اپنی منزلِ مراد پا گئے۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپؒ کے جنازے میں شرکت کی۔ آپؒ کا مزار شریف ایک روحانی بزرگ حضرت ایشانؒ کے مزار اقدس کی پچھلی جانب واقع ہے۔
بابا جی حضرت صوفی حق واسعؒ کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ وہ اسلامی تعلیمات کے فروغ، قرآن و حدیث کے علم کو پھیلانے کے لیے ایک مثالی ادارہ قائم کریں۔ آپؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق دامت برکاتہم العالیہ نے ادارہ جاء الحق کی بنیاد رکھی۔
آج اس ادارہ میں 300 سے قریب بچے قرآن پاک ناظرہ و حفظ، قرأت، حدیث، نعت و نقابت کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ اس میں تعلیمی نشستیں منعقد کی جاتیں ہیں اس کے علاوہ گیارہویں شریف کی ماہانہ محافل اور ہر جمعرات کو ذکر کی محفل اور ہفتہ کو خواتین کی تربیتی محفل کا بھی اہتمام کیا جاتاہے۔ یہ بابا جی حضرت صوفی حق واسعؒ کا فیضانِ نظر اور صاحبزادہ صاحب کی انتھک محنت اور قائدانہ صلاحیتوں کا ہی نتیجہ ہے کہ رسالہ "انوارِ حق" اور بہت سی کتب اور آرٹیکلز آج تک آستانہ پاک کی جانب سے لکھے جا چکے ہیں، اور کئی مضامین و کتب پر کام جاری ہے۔

فہرست

درس قرآن	1
روزہ اور سائنس	6
نماز کے حیرت انگیز فائدے	8
آداب بارگاہ رسول ﷺ کلام خدا کی روشنی میں	9
حضور ﷺ کا نام بے چین دلوں کا چین	11
حضور ﷺ کے اسمائے مبارک	12
تحفظ ناموس رسالت ﷺ وفتنہ قادیانیت	14
فضائل وآداب شعبان المعظم	16
فضائل وآداب رمضان المبارک	19
اسلامی معاشرے میں خواتین کا کردار	25
خاندانی نظام میں شوہر بیوی اور اولاد کی ذمہ داریاں	28
اسلام میں جنسی تعلیم کی ضرورت	29
سیدہ کائنات حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	31
خطاب صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق	36
اولیاء کی دنیا کو حاجت	39
مرشد کی ضرورت واہمیت	40
شجرہ مبارک سلسلہ قادریہ	44
تصوف کا ''و'' وفا	45

ہدیہ: 50روپیہ

حمد

پتہ پتہ بوٹا بوٹا ذکر خدا میں کھویا
ڈالی ڈالی غنچہ غنچہ ذکر خدا میں کھویا
پربت پربت دھرتی دھرتی امبر امبر واصف
صحرا صحرا دریا دریا ذکر خدا میں کھویا
قریہ قریہ وادی وادی گلشن گلشن ذاکر
قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ ذکر خدا میں کھویا
قمری قمری طوطی طوطی بلبل بلبل حامد
چڑیا مینا ہر پروانہ ذکر خدا میں کھویا
رم جھم رم جھم گرتی بارش گیت اسی کے گائے
چلتا دریا بہتا جھرنا ذکر خدا میں کھویا
سندر سندر دل کے اندر نام اجاگر اسکے
میری جان کا گوشہ گوشہ ذکر خدا میں کھویا

نعت رسول مقبول ﷺ

تیری ﷺ رحمتوں کا دریا سر عام چل رہا ہے
مجھے بھیک مل رہی ہے میرا کام چل رہا ہے
میرے دل کی دھڑکنوں میں ہے شریک نام تیرا
اسی نام کی بدولت میرا کام چل رہا ہے
تیری مستی نظر سے ہے بہار مہ کدے کی
وہی مہ برس رہی ہے وہی جام چل رہا ہے
یہ کرم ہے ہے خاص تیرا کہ سفینہ زندگی کا
کبھی صبح چل رہا ہے کبھی شام چل رہا ہے
اسے چاہتی ہے دنیا اسے ڈھونڈتی ہے منزل
راہ عشق مصطفی ﷺ میں جو غلام چل رہا ہے
میرے دامن گدائی میں ہے بھیک مصطفی ﷺ کی
اسی بھیک پر تو قاسم میرا کام چل رہا ہے۔

منقبت

میرا پنجتن ؓ کو سلام ہے بڑا جن کا دنیا میں نام ہے میرا پنجتن ؓ کو سلام ہے
ہے جو بنت سرور انبیاء ؑ وہ ہیں نور دیدۂ مصطفی
ہیں نساء خلد کی سیدہ وہ ہیں فاطمہ وہ ہیں طاہرہ
بڑی عابدہ بڑی ساجدہ وہ نبی کا عکس ہے ظاہرہ
وہ جمال سیرت طیبہ وہ عطائے رب انام ہے
میرا پنجتن ؓ کو سلام ہے
وہ علی ؓ جو اسد اللہ ہوا جنہیں سب نے شیر خدا کہا
بنا باب علم کے شہر کا کوئی مثل ان کی ہوا نہ تھا
ہوئی جن پہ خیبر کی انتہاء قلعہ جس نے آخر فتح کیا
یہی بار حق ہے بلاشبہ نہیں اس میں کوئی کلام ہے
میرا پنجتن ؓ کو سلام ہے
ہیں حسن ؓ حسین ؓ نبی ؐ کے پھول جنہیں سونگھتے تھے میرے رسول
ہیں علی ؓ پدر تو ہیں ماں بتول ؓ جو نگاہ حق میں ہوئے قبول
ہوئی ان پہ رحمت حق نزول ملوں ان کے کوچہ کی منہ پہ دھول
ہوا شادان سے دل ملول کرم ان کا خلق پہ عام ہے
میرا پنجتن ؓ کو سلام ہے

منقبت

اللہ رے کیا بارگہ غوث جلی ہے
گردن کو جھکائے ہوئے ایک ایک ولی ہے
وہ ذات گلستانِ رسالت ﷺ کی کلی ہے
نورستہ گل گلشن زہرا ؓ و علی ؓ ہے
اولاد حسن ؓ آل حسین ؓ ابن علی ؓ ہے
بے شک شبہ بغداد ولی ابن ولی ہے
سب ان کی عنایت ہے خفی ہے کہ جلی ہے
ہر رسم کرم ان کے گھرانے سے چلی ہے
ہوں نقش قدم جس پہ نبی ؐ اور علی ؓ کے
ان کو جو پسند آئے وہی بات بھلی ہے
جو نور ہے بغداد کی گلیوں کا اجالا
ہر ایک کرن اس کی مدینے سے چلی ہے
میں ان کا ہوں تا حشر نصیر ان کا رہوں گا
صد شکر کہ ان سے مری نسبت ازلی ہے

نوٹ: اب سے رسالہ میں درس قرآن پاک کا پارہ کے لحاظ سے، رکوع در رکوع مختصر آ مع اس سے حاصل ہونے والے اسباق کے شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ

درسِ قرآن پاک

سورۃ فاتحہ کی تفسیر و اسباق گزشتہ شماروں میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

✿ مدنیہ سورۃ البقرہ (2) کل رکوع (40) آیات 286

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

حصہ اول ـــ رکوع در رکوع خلاصہ (پارہ 1)

رکوع 1: یہ کتاب شک وشبہ سے بالا ہے اور متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ متقی وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ اللہ کے دیے میں سے اسی کی راہ میں خرچ کرتے۔ قرآن اور سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ اور فلاح یافتہ لوگ ہیں اور کافر لوگ تو کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ ان کے دلوں پر اللہ کی مہر ہے۔ اور کانوں پر بھی اور آنکھوں کے آگے پردہ ہے۔ ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔

رکوع 2: اور وہ لوگ جو کہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں۔ وہ اپنی طرف سے تو اللہ اور مومنوں سے مذاق کر رہے ہیں۔ پر وہ مذاق اپنے آپ سے کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں تو بڑھتی ہوئی مرض ہے اور ان کے لیے عذاب ہے۔ انہیں فساد سے منع کیا جائے تو کہتے ہیں ہم تو صلح جو ہیں۔ ہر گز نہیں وہ تو فساد کرتے پھرتے ہیں انہیں صحیح ایمان لانے کو کہا جائے تو کہتے ہیں ہم احمقوں کی طرح ایمان لائیں؟ شیطان کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں مومنوں کا تو ہم مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے جو کہ گھاٹے کا سودا ہے۔ ان کی مثال تو یوں ہے کہ ایک شخص نے روشنی جلائی لیکن اللہ نے روشنی سلب کر لی اور وہ گھپ اندھیرے میں بھٹکا۔ یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں لوٹ نہیں سکتے۔ یا ایسے کہ آسمان سے مینہ برسے بجلی کڑکے اور وہ کڑک اور موت سے ڈر سے انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں۔ یہ اللہ کے گھیرے میں ہیں۔ وہ چاہے تو اس کی سماعت اور بصارت سلب کر لے وہ ہر شے پر قادر ہے۔

رکوع 3: اے لوگو عبادت اپنے رب ہی کی کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا اور زمین اور آسمان بنائے وہ بارش برساتا ہے اور تمہارے لیے رزق پیدا کرتا ہے پھر اس کے مقابل کسی کو نہ ٹھہرا لینا۔ اگر قرآن پاک سے متعلق تمہیں شک ہے تو اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ ﷺ مگر بنا نہیں سکو گے۔ ڈرو آگ سے جس کا ایندھن انسانوں اور پتھروں کو بنایا جائے گا۔ لیکن مومنوں کو اور صالح عمل کرنے والوں کو جنتوں کی خوشخبری دو ان کے لیے اس میں رزق ہو گا اور ان کے لیے پاک جوڑے بھی ہوں گے۔ اللہ تو مثال دینے سے نہیں جھجھکتا، چاہے وہ ایک مچھے کی مثال ہو۔ ایسی مثال سے لوگوں کو ہدایت بھی ملتی ہو اور بعضوں کو گمراہی۔ گمراہ تو نافرمان ہوتے ہیں۔ جو اللہ سے عہد توڑتے ہیں اللہ کے حکم نہیں مانتے اور فساد کرتے ہیں۔ اللہ کو نہیں مانتے حالانکہ اسی نے ان کو پیدا کیا۔ پھر انہیں موت دیتا ہے۔ پھر زندہ کرے گا اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہو گا۔

رکوع 4: رب نے فرشتوں سے کہا کہ وہ زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا وہ بولے ہم جو تیری حمد بیان کرتے ہیں۔ رب نے فرمایا تم نہیں جانتے اور آدم کو نام سکھائے جو فرشروں کو تو نہ آئے مگر آدمؑ نے سنا دیے۔ فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ تم نہیں جانتے۔ ملائکہ سے اللہ نے فرمایا آدمؑ کے آگے جھک جاؤ۔ وہ جھکے سوائے ابلیس کے۔ وہ حکم سے منکر ہوا۔ آدمؑ سے اللہ نے فرمایا کہ جنت میں سکونت اختیار کرو۔ تم اور تمہاری بیوی۔ پھر شیطان نے دونوں کو پھسلا دیا اور حکم ہوا کہ تم لوگ اتر جاؤ تمہارا زمین پر ٹھکانہ ہے۔ اور جب بھی تم تک میری ہدایت پہنچے اور اس کی پیروی کرو گے تو تمہیں کوئی خوف اور حسرت نہ رہے گی۔ اور جو نہ مانیں گے وہ جہنم والے ہوں گے ہمیشہ کے لیے۔

رکوع 5: اللہ نے بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں جتلاتے ہوئے فرمایا کہ وعدے پورے کرو۔ مجھ ہی سے ڈرو اور ایمان لاؤ اس (قرآن) پر جو تصدیق کرتی ہے تمہاری کتاب تورات کی۔ اس سے منکر نہ ہو جانا اور نہ ہی میری آیات کی خرید و فروخت کرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ حق اور باطل کو مت ملاؤ۔ حق کو مت چھپاؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ لوگوں کو نیکی کا حکم تو دیتے ہو مگر اپنے نفس کو بھولے ہوئے ہو۔ اور مدد طلب کرو صبر اور نماز سے۔ خشوع کرنے والے گمان رکھتے ہیں اللہ کے سامنے حاضری کا۔

رکوع 6: اللہ بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کراتے ہوئے فرماتا ہے کہ تمہیں فضیلتیں دی گئیں ہیں۔ لہٰذا ڈرو اس دن سے کہ کوئی ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے۔ نہ ہی سفارش قبول ہو گی۔ نہ ہی فدیہ لیا جائے گا۔ اور تمہیں تو نجات دلائی تھی ہم نے فرعون سے کہ وہ تمہارے لڑکے ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں

کو زندہ چھوڑتا تھا۔اور تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں پھاڑے ہوئے سمندر میں سے پار کرایا اور فرعونیوں کو اس ہی میں غرق کیا۔اور موسیٰؑ کو چالیس رات کے لیے بلایا تو تم نے اس کے بعد بچھڑا بنا لیا یہ تم نے ظلم کیا۔ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تمہاری ہدایت کے لیے اور تم میں سے بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کو ایک دوسرے سے قتل کروایا اور توبہ قبول کی۔ پھر تم نے اللہ کو انکھوں دیکھنے کے لیے کہا اور کڑک دیکھ کر مر گئے۔ پھر تمہیں زندہ کیا کہ شکر کرو۔ تمہارے اوپر بادلوں کا سایہ رکھا۔اور من و سلوہ نازل کیا۔ پھر تمہیں ایک شہر میں داخل ہونے کو کہا کہ وہاں دوسری چیزیں کھا سکو اور اپنی خطائیں بخشواتے ہوئے شہر کے دروازے میں داخل ہو۔ لیکن تم نے الفاظ ہی بدل دیے تو نافرمانوں پر عذاب (طاعون) نازل کیا۔

رکوع 7: اور جب قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا تو میں نے حکم دیا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور قبیلوں نے اپنا اپنا گھاٹ سنبھال لیا۔ کہا گیا کہ کھاؤ پیو، فساد نہ مچاؤ پھر بھی تم نے موسیٰؑ سے کہا ہم ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کریں گے ہمیں سبزیاں، پیاز، دالیں اور تھوم وغیرہ چاہیے۔ کہا گیا کہ شہروں میں چلے جاؤ۔ پھر وہ اللہ کے غضب کی لپیٹ میں آگئے یہ ان کے نافرمان ہونے کی وجہ تھی۔

رکوع 8: بے شک جو لوگ ایمان لائے اللہ اور یوم آخرت پر اگرچہ وہ یہودی تھے، نصاریٰ تھے یا صابی (ستارہ پرست) تھے۔ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔(بنی اسرائیلیوں سے خطاب کر کے پھر کہا جا رہا ہے) کہ تم سے طور کے نیچے ہم نے وعدہ لیا تھا جو کچھ تورات میں تھا لیکن تم پھر گئے۔ پھر بھی اللہ کا فضل ہوا اور تم خسارے سے بچ گئے، اور تم جانتے ہو۔ ہفتہ کے بارے کہ تم لوگ حد سے گزر گئے۔ اور ہم نے کہا بندر بن جاؤ اور یہ عبرت تھی دیکھنے والوں کے لیے اور بعد والوں کے لیے، اور جب موسیٰؑ نے کہا تھا کہ گائے ذبح کرو اللہ کے حکم پر۔ تو کہنے لگے ہم سے مذاق کرتے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا پناہ ہے اللہ کی کہ میں جاہل ہو جاؤں۔ کہنے لگے تو پھر اللہ سے گائے کی نشانیاں لے دو۔ تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ وہ بوڑھی نہ ہو نہ ہی بچھڑا، رنگ چمکدار زرد ہو، دیکھنے والوں کو بھلا لگے، نہ ہی وہ محنت کرنے والی ہو نہ کھیت میں پانی دینے والی ہو، بے عیب، بے داغ، پھر تم نے اسے ذبح کیا۔

رکوع 9: تم ایک قتل کر چکے تھے اور چھپاتے پھرتے تھے۔ اللہ نے تمہیں کہا کہ اس پر گائے کا ایک حصہ مارو۔ اور پھر مردہ زندہ ہوا۔ اللہ تو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل کرو لیکن تمہارے دل تو پتھر سے بھی سخت ہیں حالانکہ پتھر میں سے تو پانی بھی بہہ نکلتا ہے۔ ایسے لوگ کہاں ایمان لائیں گے جو کلام اللہ پڑھ سن کر بھی اس کی تحریف کرتے ہیں۔ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی بات نہ کہا کرو جس پر مومن دلیل لے آئیں۔ حالانکہ اللہ ان کے کھلے چھپے کو خوب جانتا ہے۔ وہ ان پڑھوں کو تو بے وقوف بناتے ہیں اور اپنی طرف سے لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔اور اس کا معاوضہ لیتے ہیں، کہتے ہیں ہم آگ میں چند دن ہی رہیں گے کہہ دیجئے کہ کیا اللہ سے عہد لے چکے ہو؟ مگر جو گناہ کرے وہ گناہ اسے ہی گھیر لیں گے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔اور مومن لوگ اور جو نیکیاں کرتے ہیں وہ جنت میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

رکوع 10: اور جب بنی اسرائیل سے ہم نے وعدہ لیا کہ شرک نہ کریں گے، والدین سے نیکیاں کریں گے، لوگوں سے نیک سلوک کریں گے، نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ پھر سوائے چند کے تم پھر گئے، اور ہم نے عہد لیا تھا کہ تم لوگوں سے کہ خون نہ بہاؤ گے اور اپنوں کو جلاوطن نہ کرو گے لیکن تم نے عہد خلافی کر دی۔ تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو۔اور بعض حصے سے کفر کرتے ہو۔ اس کا بدلہ تو اس دنیا میں رسوائی اور یوم قیامت سخت عذاب ہے یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا خریدی۔

رکوع 11: اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور پے درپے رسول بھی بھیجے۔ عیسیٰؑ ابن مریم کو بھی ہم نے واضح معجزات دیے اور روح القدس (جبریلؑ) سے ہم نے اس کی مدد بھی کی لیکن تمہیں نبیوں کی باتیں نہ بھائیں اور انہیں جھٹلایا بھی اور کچھ کو قتل بھی کیا اور کہتے تھے ہمارے دل غلاف میں ہیں (مزید تعلیم کی ضرورت نہیں)۔ اللہ نے اس پر لعنت کی۔اور جب قرآن نازل کیا تو اسے بھی جھٹلایا اور کفر کیا۔ پوچھا گیا تم ایمان کیوں نہیں لاتے تو کہنے لگے ہم اور کتابوں پہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تو مومن ہوتے ہوئے بھی پھر یہ پچھلی نبیوں کو بھی کیوں قتل کرتے رہے۔ موسیٰؑ کی نشانیاں دیکھیں پھر بھی بچھڑہ لے بیٹھے۔ طور کے نیچے پختہ عہد لے کر کہا گیا کہ تم احکام کو مضبوطی سے پکڑو جیسے تم پر نازل کیے گئے، تو تم نے انکار کر دیا۔ کہہ دیجئے کہ اگر جنت خالصتاً تمہارے ہی لیے ہے تو موت کی تمنا

کیوں نہیں کرتے۔اور یہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے۔ یہ دنیاوی زندگی پر زیادہ حریص ہیں ان میں سے ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی عمر ہزار برس ہو جائے مگر یہ عذاب سے تو نہیں بچ سکتے۔

رکوع 12: یہ جبریلؑ کے دشمن ہیں تو پھر اللہ بھی ان کا دشمن ہے۔یہ کافر ہیں یہ کتاب اللہ (قرآن) کی مخالفت کرتے ہیں جو کہ تورات کی تصدیق کرتا ہے۔لیکن انہوں نے کتاب اللہ کو پیٹھ پھینکے جیسے یہ جانتے ہی نہیں اور یہ جادو سیکھنے میں شیاطین کی پیروی کرتے رہے۔اور جو ہاروت ماروت دو فرشتوں پر نازل ہوا بابل میں۔ یہ لوگ خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالنے والے کلام سیکھتے رہے۔ حالانکہ یہ کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔اگر یہ ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو بہت ثواب پاتے۔

رکوع 13: اے مومنو! ''راعنا'' مت کہا کرو۔اور ''انظرنا'' کہا کرو۔ اور غور سے سنا کرو۔ کافر تو چاہتے ہی نہیں کہ تمہارے بھلے کی بات اللہ کی طرف سے آئے۔ مگر اللہ تو مختص کیے ہوئے ہے اپنی رحمت کو جسے وہ چاہتا ہے۔ اللہ منسوخ شدہ آیات کے بعد بہتر آیات نازل فرماتا ہے۔ نبی ﷺ سے ایسے سوالات نہ کیا کرو۔ جیسے بنی اسرائیل موسیٰؑ سے پوچھتے تھے۔ ایمان کے بدلے کفر نہ لے لو۔ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اہل کتاب تو چاہتے ہیں کہ تم واپس کفر کی طرف لوٹ آؤ، ان کی بات مت سنو، اور خیال ہی نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ جو کچھ آگے بھیجو گے اللہ کے ہاں پالو گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا یہ تو ان کی آرزوئیں ہی ہیں۔ ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ جس نے بھی اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور ہو وہ نیکوکار اس کے لیے اللہ کے پاس اجر ہے۔

رکوع 14: یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی راہ پر نہیں۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں یہودی کسی راہ پر نہیں۔ اور یہ کتاب بھی پڑھتے۔ جاہل تو یوں ہی کہتے ہیں۔ اللہ یوم قیامت فیصلہ فرمادے گا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا۔ جو اللہ کی مسجدوں میں ذکر اکی سے منع کرے۔ اور خرابی پیدا کرتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیے ان کے لیے تو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہے۔ اللہ تو مشرق و مغرب میں ہے جدھر بھی رخ کرو گے اسے پاؤ گے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، وہ تو پاک ہے ایسی باتوں سے۔ بلکہ آسمانوں اور زمین کا سب کچھ اسی کا ہے۔ اور جو وہ حکم دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ بے علم کہتے ہیں کہ خدا ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمیں کوئی نشانیاں دے اسی طرح پچھلے لوگ بھی کہتے تھے، ان دونوں کے دل ایک جیسے ہی ہیں۔ یقین کرنے والوں کے لیے تو نشانیاں بہت ہیں۔ آپ ﷺ تو بشیر و نذیر ہیں۔ جہنم والوں کے متعلق آپ کو پوچھ نہیں ہو گی۔ آپ سے یہود اور نصاریٰ خوش نہیں ہیں۔ کہہ دیجئے کہ ہدایت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت خلوص کے ساتھ کرتے ہیں وہی مومن ہیں اور جو کفر کرے وہ خسارے میں ہے۔

رکوع 15: (چھٹے رکوع کی طرح یہاں بھی بنی اسرائیل کو اپنی نعمتوں اور فضیلتوں کا ذکر اللہ فرماتا ہے اور) فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا، جس میں وہ پورا اترے۔ اور فرمایا گیا کہ تمہیں میں نے انسانوں کے لیے امام بنا دیا۔ پوچھا کہ کیا میری اولاد میں سے بھی امام ہوں گے۔ فرمایا کہ ظالموں کو یہ عہد نہیں پہنچتا۔ کعبۃ اللہ کو اجتماع کی جگہ بنایا اور فرمایا کہ مقام ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو کہا گیا کہ مرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ ابراہیمؑ نے کاہ کہ اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دے اور رہنے والوں کو رزق اور پھل عطا فرما۔ ان کے لیے جو اللہ پر آخرت پر ایمان رکھیں۔ رب نے فرمایا کہ کفر کرنے والوں کو تو میں عذاب میں ڈال دوں گا۔ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی دیواریں اٹھاتے تھے اور عرض کرتے اسے ہماری طرف سے قبول فرما۔ اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد کو بھی۔ اور حج کے قواعد ہمیں بتلا دے۔ اے ہمارے رب ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجنا جو ان پر تیری آیات پڑھ کر سنائے انہیں کتاب کی تعلیم دے اور حکمت بھی اور انہیں پاک کر دے، تو حکمتوں والا ہے۔

رکوع 16: اور جو ملت ابراہیمؑ سے منہ موڑے اس نے اپنے نفس پر ہی حماقت کی۔ اور ہم نے تو اسے منتخب کر لیا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وہ قربت الا ہو گا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے تو وصیت کی اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ کو کہ اللہ نے تمہارے لیے دین چن لیا۔ پھر ہر گز تمہیں موت نہ آئے مگر تب جن مسلمان ہی ہو۔ اور یعقوبؑ نے بھی قبل الموت اپنی اولاد سے کہا کہ اللہ واحد ہی کی عبادت کرنا۔ اور تم بھی کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا اور جو ابراہیمؑ پر نازل ہوا، اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ پر اور یعقوبؑ پر اور ان کی اولاد پر۔ اور جو دیا گیا موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو اور تمام نبیوں کو اللہ کی طرف سے۔ ہم ان میں سے کسی ایک پر

فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ کے حکم بردار ہیں اور یوں تمہیں ہدایت مل جائے گی۔ اللہ کا رنگ! اور اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔ ہم تو اس کے عبادت گزار ہیں۔ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دیجئے کہ کیا تم جانتے ہو یا اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ سے تو کوئی بات چھپی ہوئی نہیں اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا وہ تو امت تھی جو ہو گزری۔ ان کے لیے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو تم نے کمایا۔ تم سے ان لوگوں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ (پارہ 1 حصہ 1 مکمل)

حصہ دوم—سورہ بقرہ کا سبق (پارہ 1)

✿ دل میں ایک سوال اٹھتا ہے، پوچھتے بھی ڈر لگتا ہے، لیکن لوگ شک کا کانٹا ڈال دیتے ہیں۔ آج اکیسویں صدی میں چودہ سو سال پہلے کا کا بیان کردہ طرزِ زندگی۔۔۔؟؟ **جواب:** شک کا کانٹا رفع کرنے کو پہلی بات ہی سورۃ بقرہ میں یہ فرمادی گئی کہ "یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔" اسے اللہ رب العالمین نے نازل کیا ہے جو ساتویں ڈسی (جس میں قرآن کا نزول ہوا) کا بھی مالک، الٰہ اور رب تھا اور کیسویں صدی سے لے کر قیامت تک اور اس کے بعد ابداً ابداً وہی تمام کائنات کا مالک اور رب ہے اور رہے گا۔

✿ مگر آج سائنسی ترقی اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے، انسان نے چاند پر قدم رکھ دیا ہے۔۔۔؟؟ **جواب:** سائنس کیا ہے؟؟ اللہ نے اس کائنات اور اس کی تمام موجودات کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیقات کے مطالعے کا نام سائنس ہے۔ اللہ کی تخلیقات میں کارفرما اصول و ضوابط اور قوانین کو مسلسل غور و فکر اور تحقیق (research) کے ذریعے جان لینا سائنس ہے۔ لہٰذا انسان کا کمال اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے ان علوم کو محنت سے دریافت کر لیا، سمجھ لیا۔ انسان سائنسی علوم کا خالق نہیں صرف دریافت کرنے والا ہے۔ سائنس اللہ کی تخلیق ہے۔ سائنس خدا نہیں مخلوق ہے۔ اور رہی بات چاند پر قدم رکھنے کی بات تو اللہ کی عظیم الشان کائنات میں سے (جس میں ہماری زمین جس کہکشاں کا حصہ ہے، اس جیسی کھربوں کہکشائیں موجود ہیں) سائنسی علوم کی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں خرچ کر کے صرف ایک چاند پر مر مر کر قدم رکھا ہے گویا دس من مٹر پلاؤ کی دیگ میں سے صرف ایک مٹر کا دانہ چکھا ہے! لہٰذا اللہ جس نے ہمیں اور اس عظیم الشان کائنات کو تخلیق کیا، اس کا نازل کردہ کلام، اس کی عطا کردہ طریق زندگی، 1400 سال پرانا ہو جائے گا۔۔۔! جس طرح سورج کی آب و تاب چودہ سو سال میں کم نہیں ہوئی، چاند کا حسن ماند نہیں پڑا، اسی طرح اللہ کا کلام قرآن آج بھی شاندار اور انسانی زندگی کی تاریک راہوں میں اجالا کرنے، روشنیاں دینے کو کافی ہے۔

✿ مکھی مچھر بہت چھوٹی چیز ہے، واقعی کافروں کے لیے یہ امتحان بن گیا (آیت 26) **جواب:** جی ہاں! لیکن یہی چھوٹی سی چیز اللہ کی خلاقی کا عظیم شاہکار ہے۔ ننھے حقیر سے مچھر کو دیکھیے اپنے مختصر، نحیف سے وجود میں اللہ نے اتنے نظاموں کی پائپ لائینیں بچھا رکھی ہیں۔ نظام انہضام، اعصابی نظام، نظام تنفس، تولیدی نظام، اخراج فضلات۔ اس کے ساتھ چھ ٹانگیں دو پر اڑنے کو عطا فرمائے۔ گنگنانے، آواز لگانے کی صلاحیت بھی بخشی۔ ٹیکہ لگانا ہم نے شاید مچھر ہی سے سیکھا۔ لیبارٹری ٹسٹ کے لیے ہمارا خون نچوڑنے والا تو غلطی کر سکتا ہے۔ دو تین مرتبہ رگ تلاش کرتے ہیں لیکن مچھر گھپ اندھیرے میں عین اسی طریقے کے تحت خون چوستا ہے بغیر کسی خطا کے۔ واقعی ہدایت کے متلاشی کو تو ایک مچھر ہی بہت کافی ہے۔ اور رہی مکھی تو سورۃ نحل میں شہد کی مکھی کو پڑھیے تو اللہ کی خلاقی پر بے اختیار سجدہ ریز ہونے کو جی چاہتا ہے۔ حقیر سے کیڑے نے شفاف شہد بنا کر خانوں میں بھر دیا۔ ابتداً وہ پتلا اور رقیق تھا۔ اپنے پروں سے ہوا دے کر اسے خشک کیا، گاڑھا ہو گیا تو موم لگا کر خانے بند کر دیے۔ ننھے کیڑوں کے کارخانے نے شفاف اعلیٰ ترین خوشبودار شفا اور غذا کا اہتمام کر دیا۔ کھاؤ پیو، اللہ کے شکر گزار فرمانبردار بن جاؤ۔

✿ قرآن کی ابتدا ہی میں ہمیں بنی اسرائیل کی طویل کہانیاں کیوں سنائی گئی ہیں۔۔۔؟؟ **جواب:** ہم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دنیا کی امامت عطا کی تھی۔ "اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔" (البقرہ: 47) لیکن بنی اسرائیل نے اس کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کی۔ اللہ کے احکام و ہدایات کو پس پشت ڈال کر غیر مسلم قوموں کی نقال کی تو اللہ ان پر غضبناک ہوا۔ نقالی کے نتیجے میں انہیں بندر بن جانے کی سزا دی گئی۔ (البقرہ: 65) اب جب اللہ نے انہیں دنیا کی امامت سے معزول کر کے ہمیں نبی ﷺ کے امتیوں کو دنیا کی امامت سونپی تو ان کی کہانیاں سنائی گئیں کہ وہ کہاں کہاں بھٹکے، تاکہ ہمیں نصیحت ہو، ہم اللہ کے پیغام (قرآن) کے سچے وارث بنیں اور ان کی طرح غلط کار بن کر اللہ کے غضب کا

نشانہ نہ بنیں۔اسی کے لیے ابتدا میں دعا بھی سکھائی گئی "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین"

✿ یہودیوں کا کہنا ہے "ہمیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی الا یہ کہ چند روز" یہ بات تو ہم بھی کہتے ہیں۔۔۔! **جواب:** جی ہاں اسی لیے بنی اسرائیل کی تمام کہانیاں، اقوال و اعمال ہمیں سنا دیے گئے کہ ہم بھی اللہ کے کلام اور اس کے رسول کے پیغام کو بھول کر من گھڑت دین میں کھو نہ جائیں۔ غلط فہمیوں میں مارے نہ جائیں۔ اللہ نے جنت دوزخ کے حصول کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ اللہ کے ہاں چہیتوں کو نوازنے کا کوئی تصور نہیں۔ زبردست میرٹ اور بے لاگ انصاف کا معاملہ ہے۔ لہٰذا یہ آیت سبھی کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی ہے۔(آیت 81)

✿ یہودی جادو کرتے اور اس کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان تفرقے ڈالتے تھے۔۔۔؟ **جواب:** جی ہاں ہر قوم ایمان کے اعتبار سے جب کمزور ہو جائے تو حب دنیا اور خواہشاتِ نفس کے ہاتھوں بدترین اعمال کا شکار ہو جاتی ہے۔ دو حرام کام، جادو جو شیاطین جنات کی مدد سے بھاری کفریہ، شرکیہ اعمال کر کے کیا جاتا ہے۔ ایمان کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔ نیز میاں بیوی کا رشتہ اسلام میں محترم ترین ہے۔ ان میں پھوٹ ڈال کر خاندان تباہ کرنا معاشرے کی بربادی اور ایمان کی تباہی کا سامان ہے۔ ہمارے ہاں بھی یہ دونوں بیماریاں آج جڑ پکڑ چکی ہیں۔ وجہ؟ اسلام اور قرآن سے دوری اور دینی جہالت۔

✿ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اتنی بے شمار آزمائشوں، امتحانوں میں سرخرو ہوئے، اللہ کا گھر تعمیر کرنے کی عظیم الشان سعادت ملی، پھر بھی اتنی عاجزی سے دعا کر رہے ہیں؟ انہیں تو فخر ہونا چاہیے تھا۔۔۔! (البقرہ: 127، 128) **جواب:** یہی ہماری تربیت کا سامان ہے۔ درخت جتنا پھل سے لدا ہوتا ہے اتنا ہی (عاجزی سے) جھکا ہوتا ہے۔ اعلیٰ ترین کامیابیوں کے حامل یہ انبیاء ساری خدمات پیش کر کے، قربانیاں دے کر بھی عملی تفسیر ہیں۔ عجز و انکساری کی۔۔۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ وہ رب کو پہچانتے ہیں اس لیے عاجزی سے خدمت کی قبولیت کی التجا کرتے ہیں۔ کوتاہیوں سے درگزر کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں سمجھ دے جو خالی ہاتھ کھولے مطمئن بیٹھے ہیں۔ یہی عجز و عاجزی عین اسلام ہے۔ تکبر عین شیطان اور باطل ہے۔

✿ صبغۃ اللہ: اللہ کا رنگ سب سے اچھا قرار دیا گیا، کیسے اپنا آپ اس میں رنگ لیں۔۔۔؟ **جواب:** قرآن و سنت کا رنگ اللہ کا رنگ ہے۔ کپڑا رنگنے کے لیے اسے اول تا آخر کھول کر پورا مطلوبہ رنگ میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ کوئی کونہ گوشہ رہنے نہیں دیتے۔ اسے بار بار ڈبو کر نکالتے، نچوڑتے ہیں (آسان نہیں ہے) لیکن یہ رنگ اب بھی کچا ہے۔ اسے پکا کرنے کے لیے آگ پر رنگ پکاتے ہیں۔ اس میں ڈبونے پر رنگ پکا ہوتا ہے۔ آزمائشوں کی تپش کو ثابت قدمی سے برداشت کرنے سے اللہ کا رنگ پکا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو اعلیٰ ترین مثال ہے۔ وہ اس تپش کو قبول اور برداشت کرنے، اولو العزمی دکھانے میں نمبر ایک تھے۔ ان کے رنگ (ایمان کے) اتنے پکے تھے کہ ہر نوع کا سرگرم انہوں نے دیکھا نہ فاقوں ہجرتوں اور جہاد نے ان کا رنگ اڑایا نہ بعد کی بے شمار آسائشوں نے ان کا رنگ پھیکا پڑنے دیا۔ ہمارے ایمانی رنگ تو ٹھنڈے پانی میں پہلی مرتبہ دھونے، ڈبونے میں رنگ چھوڑ دینے والے کپڑے کے سے رنگ ہیں۔ آزمائشوں کو میلوں دور سے آتا دیکھ کر بلبلا اٹھتے ہیں اور اللہ سے کہہ دیتے ہیں۔۔۔ ہم باز آئے محبت سے!

(پارہ 1، حصہ 2 مکمل)

تقرب الٰہی دراصل تقرب محبوب خدا ﷺ

جو انسان سب سے زیادہ مقرب الٰہی ہے، وہی تمام مخلوق کے لیے رحمت مجسم ہے۔ رب العالمین کے عظیم مقرب، رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ ایک طرف تو اللہ کے انتہائی قریب ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لیے انتہائی شفیق ہیں۔

اللہ کریم نے خود حضور اکرم ﷺ کے لیے رؤف اور رحیم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ کا تقرب سب سے زیادہ۔۔۔ اس حد تک کہ دنیا کے تمام مقربوں کو اسی در سے تقرب الٰہی کی منزلیں میسر آتی ہیں اور جس پر اللہ مہربان ہو اسے عشق نبی ﷺ کی دولت و سعادت عطا ہوتی ہے۔ تقرب الٰہی دراصل تقرب محبوب خدا ﷺ ہے۔

جو شخص حضور ﷺ کے قریب ہو، وہ اللہ کے قریب

اور جو حضور ﷺ سے دور وہ تقرب الٰہی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم۔

جس پر عشق مصطفی ﷺ بند اس پر تقرب خدا بند!!

روزہ اور جدید سائنس

(Fasting and Modern Science)

اسلام اصول حفاظت اور امن کا مذہب ہے- یہ جہاں اپنے ماننے والوں کو احکامات دیتا ہے وہاں ان احکامات کے اندر حفاظت بھی فراہم کرتا ہے جہاں اسلام نے نماز کا حکم دیا ہے تو پھر اسکی ادائیگی میں حکم خداوندی کی بندگی میں زندگی اور تندرستی کی تازگی بھی ملتی ہے- اسطرح روزہ جہاں حکم خداوندی ہے وہیں بے شمار دینوی فوائد سے مالا مال ہے- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

روزہ رکھا کرو تندرست رہو گے (طبرانی)

ایک نہیں بے شمار مبارک احادیث کتب حدیث میں بیان ہیں جن میں واضح مضمون ہے کہ روزہ امراض سے شفا ہے-

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کئے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی- چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں - اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے- جو لوگ روزے رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں- ایک روزے کا فدیہ مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے تو یہ اسی کے لئے بہتر ہے- اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں-''

''اگر تم سچ کو سمجھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے کہ مشکلات کے باوجود بھی تم روزہ رکھو-'' ہم سب جانتے ہیں کہ سورۃ بقرہ کی آیات 183 سے 187 تک دین کے ایک اہم رکن روزہ کا حکم دیا گیا ہے اور تمام تفصیلات بتائی گئی ہیں- ہم آیت نمبر 184 آخری حصہ میں بیان کردہ حقائق کا طبّی نکتہ نظر سے مطالعہ کریں گے- اس حصہ میں بتایا گیا ہے کہ روزہ ایک اچھی چیز ہے جس سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں- اس امر کا بھی اعلان کیا گیا ہے کہ ہم اس سے حاصل کردہ رحمتوں کو سمجھ سکتے ہیں اگر ہم سچ کو پہچان سکیں-

ابھی کچھ عرصہ قبل تک سمجھا جاتا تھا کہ روزہ بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ اس سے نظام انہضام (Digestive System) کو آرام ملتا ہے- جیسے جیسے طبّی علم نے ترقی کی اس حقیقت کا بتدریج علم حاصل ہوا کہ روزہ تو ایک طبّی معجزہ ہے- اسی وجہ سے آیت کریمہ کا آخری حصہ یہ کہتا ہے- ''اگر تم سمجھو تو-''

(الف) روزہ کا نظام انہضام پر اثر

نظام انہضام جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے ہیں بہت سے اعضاء پر مشتمل ہوتا ہے اہم اعضاء جیسے منہ اور جبڑے میں لعابی غدود (salivary glands)، زبان، گلا، مقوی نالی یعنی گلے سے معدہ تک خوراک لے جانے والی نالی (alimentary canal) معدہ (stomach)، بارہ انگشتی آنت (intestine)، جگر (liver) اور لبلبہ (pancreas) اور آنتوں سے مختلف حصے وغیرہ تمام نظام اسی نظام کا حصہ ہیں- اس نظام کا اہم حصہ یہ ہے کہ سب سے پیچیدہ اعضاء خود بخود ایک کمپیوٹری نظام سے عمل پذیر ہوتے ہیں- جیسے ہی ہم کچھ کھانا شروع کرتے ہیں یا کھانے کا ارادہ ہی کرتے ہیں یہ نظام حرکت میں آجاتا ہے اور ہر عضو اپنا مخصوص کام شروع کر دیتا ہے- یہ ظاہر ہے کی سارا نظام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہونے کے علاوہ اعصابی دباؤ اور غلط قسم کی خوراک کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے-

روزہ ایک طرح اس سارے نظام پر ایک طرح کا آرام طاری کر دیتا ہے- مگر در حقیقت اسکا حیران کن اثر بطور خاص جگر پر ہوتا ہے- کیونکہ جگر کے کھانا ہضم کرنے کی علاوہ پندرہ مزید عمل بھی ہوتے ہیں- یہ اس طرح تھکان کا شکار ہو جاتا ہے- جیسے ایک چوکیدار ساری عمر کے لئے پہرے پر کھڑا ہو- اسی کی وجہ سے صفرا کی رطوبت جس کا اخراج ہاضمہ کی لئے ہوتا ہے، مختلف قسم کے مسائل پیدا کرتی ہے اور دوسرے اعمال پر بھی اثر انداز ہوتی ہے- دوسری طرف روزے کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے- یہ روزے کے بغیر قطعی ناممکن ہے- کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کے ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی، اگر معدہ میں داخل ہو جائے تو پورا کا پورا نظام ہضم اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے - سائنسی نکتہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ تو ہونا چاہیے-

جدید دور کا انسان اپنی زندگی کی غیر معمولی قیمت مقرر کرتا ہے متعدد طبّی معائنوں کے ذریعے اپنے آپکو محفوظ سمجھنا شروع کر دیتا ہے- لیکن اگر جگر کے خلیے کو قوت گویائی حاصل ہوتی تو وہ ایسے انسان سے کہتا کہ ' مجھ پر ایک عظیم احسان صرف روزے کے ذریعے کر سکتے ہو۔

جگر پر روزہ کی برکات سے ایک وہ ہے جو خون کے کیمیائی عمل پر اثر اندازی سے متعلق ہے۔ جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں سے ایک کام اس توازن کو برقرار بھی رکھنا ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے۔اسے یا تو ہر لقمے کو سٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے اس کے ہضم ہو کر تحلیل ہو جانے کے عمل کی نگرانی کرنا ہوتی ہے۔

جبکہ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانے کے سٹور کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔اس طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبن (Globin)جو جسم کے محفوظ رکھنے والے سسٹم (Immune System)کو تقویت دیتا ہے کی پیداوار پر صرف کر سکتا ہے۔

روزے کے ذریعے گلے اور خوراک کی نالی کو جو کہ بے حد حساس حصے ہیں، جو آرام نصیب ہوتا ہے اس تحفے کی کوئی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔انسانی معدہ روزہ کے ذریعے جو بھی اثرات حاصل کر سکتا ہے وہ بے حد فائدہ مند ہوتے ہیں۔اس ذریعہ سے معدہ سے نکلنے والی رطوبتیں بھی بہتر طور پر متوازن ہو جاتی ہیں۔اس کی وجہ سے روزہ کے دوران تیزابیت (Acidity) جمع نہیں ہوتی اگرچہ عام قسم کی بھوک سے یہ بڑھ جاتی ہے۔لیکن روزہ کی نیت اور مقصد کے تحت تیزابیت کی پیداوار رک جاتی ہے۔اس طریقے سے معدہ کے پٹھے اور معدہ کے رطوبت پیدا کرنے والے خلیے رمضان کے مہینے میں آرام کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔جو لوگ زندگی میں روزے نہیں رکھتے انکے دعوؤں کے برخلاف یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک صحت مند معدہ شام کو روزہ کھولنے کے بعد زیادہ کامیابی سے ہضم کا کام سرانجام دیتا ہے۔

روزہ آنتوں کو بھی آرام اور توانائی فراہم کرتا ہے۔یہ صحت مند رطوبت کے بننے اور معدہ کے پٹھوں کی حرکت سے ہوتا ہے۔آنتوں کے شرائین کے غلاف کے نیچے محفوظ رکھنے والے نظام کو بنیادی عنصر موجود ہوتا ہے۔ جیسے انتڑیوں کا جال کو روزے کے دوران نئی توانائی اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔اس طرح ہم ان تمام بیماریوں کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو ہضم کرنے والی نالیوں پر ہو سکتے ہیں۔

(ب)روزہ کے دوران خون پر فائدہ منداثرات

دن میں روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سیلوں کے درمیان (intercellular)مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹشو یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے۔پٹھوں پر دباؤ یا عام فہم اسٹالک دباؤ دل کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔روزہ کے دوران ڈاسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ کی صورت میں ہوتا ہے۔مزید برآں، آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائی پر ٹینشن (Hypertension)کا شکار ہے۔رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈاسٹالک(diastolic) پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

(ج) روزے کا اعصابی نظام پر اثر

اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہیے کہ روزے کے دوران چند لوگوں میں چڑچڑا پن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں۔اس قسم کی صورت حال ان انسانوں کے اندر انانیت (Egoistic) یا طبعیت میں سختی کی وجہ سے ہوتی ہے۔اسکے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔عبادت کی بجاآوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام تر کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہے۔اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ کی مرضی کی سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں تقریباً مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔

روزے کے دوران ہماری جنسی خواہشات چونکہ علیحدہ ہو جاتی ہیں چنانچہ اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر بھی منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحتمند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔

روزے کے معاشرتی اثرات

اسلام انصاف، عدل اور غریب پروری سکھاتا ہے۔جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے تو دوسروں کی بھوک کا احساس نہیں ہوتا اور جب زبان پانی سے تر ہوتی ہے تو دوسرں کی پیاس کا احساس نہیں ہوتا۔روزہ مسلمان کو ترس، رحم اور غریب پروری سکھاتا ہے۔یہ چیزیں اسلامی معاشرے کا حصہ ہیں۔

یورپ غریبوں کی امداد اور احساس کے لئے بے شمار قوانین مرتب کر رہا ہے۔ لیکن استحصال کی دنیا شاید یورپ میں زیادہ آباد ہے۔ماوزے تنگ چین کا لیڈر تھا۔ اسکے سامنے چین کے معاشی مسائل تھے۔اس نے اپنے خطبات میں اس بات پر زور دیا ہے کہ خود کھانا کھاتے ہوئے اپنے پڑوسی اور دیکھنے والے کو بھی شامل کر لیا

کرو۔خود بھوکے رہ کر بھوکوں کا احساس پیدا کرو۔مذکورہ تعلیمات ماوزے تنگ کی نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات ہیں۔

اسلام غریبوں کا مذہب ہے۔اسلام امیروں کو امن دیتا ہے۔اسلام دولت کا مخالف نہیں بلکہ اسکے کمانے اور خرچ کرنے کی احتیاط بتاتا ہے۔اسکے علاوہ روحانی اور اخلاقی فوائد کہ اسلامی روزہ معدی امراض اور بدن کے گندے مواد کے لئے جھاڑو کا کام دیتا ہے۔ضبط، نفس، بھوک اور پیاس کی شدت کے مقابلہ کی طاقت پیدا کرتا ہے۔اور روزہ کھولتے وقت کھانے پینے سے جس طرح ایک روزے دار لطف اندوز ہوتا ہے وہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اطباء اور موجودہ زمانہ کے ڈاکٹر اسلامی طریق روزہ داری کی قیام صحت کی لئے اہمیت وافادیت کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ بعض امراض میں علاج تجویز کرتے ہوئے اسلامی طریق کا روزہ رکھنے کا مشورہ دیا کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی انسان پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کے خلاف ہے۔بحالت صحت وتندرستی روزہ رکھنا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔لیکن بیماری، سفر، بڑھاپے، حمل اور بچے کو دودھ پلانے کے زمانہ میں روزہ رکھنے کی قید نہیں۔کیونکہ اس سے صحت الٹا خراب ہوسکتی ہے۔اس طرح روزانہ روزہ رکھنا منع ہے۔کیونکہ یہ طریق اختیار کرنے سے صحت خراب ہوسکتی ہے۔

نماز کے حیران کن فائدے

واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر تھا۔وہ کہتا تھا کہ

"میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کردوں"...

پوچھا ": کیوں...؟"کہنے لگا

"اس کے اندر اتنی حکمتیں ہیں کہ کوئی حد نہیں ہے" ...

وہ جلد کا اسپیشلسٹ تھا۔مجھ سے کہنے لگا ": اس کی حکمت آپ تو (انجینئر ہیں) سمجھ لیں گے۔کہنے لگا! کہ اگر انسان کے جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے، تو انسان کا دل پمپ کی مانند اس کا ان پٹ بھی ہے اور آؤٹ پٹ بھی۔سارے جسم میں تازہ خون جا رہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آرہا ہوتا ہے" ...

اس نے مزید کہا کہ "جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً کم ہوتا ہے۔مثلاً تین منزلہ عمارت ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا۔جبکہ تیسری منزل پر تو بلکل نہیں پہنچے گا۔حالانکہ وہ ہی پمپ ہے۔لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے اور سب سے اوپر والی منزل پر تو بلکل پانی نہیں جا رہا۔

اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل خون کو پمپ کر رہا ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں بلکل پہنچ رہا ہوتا ہے، لیکن اوپر کے اعضاء میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے گویا پورے جسم میں خون پھر گیا ہے۔آدمی سجدہ تھوڑا لمبا کرلے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا ہے۔

عام طور پر انسان بیٹھا، لیٹا یا کھڑا ہوتا ہے۔بیٹھنے، کھڑے ہونے اور لیٹنے سے انسان کا دل نیچے ہوتا ہے جبکہ سر اوپر ہوتا ہے۔ایک ہی صورت ایسی ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔لہذا خون اچھی طرح چہرے کی جلد میں پہنچ جاتا ہے" ...

اس کی یہ باتیں سن کر بے اختیار **سبحان اللہ** نکلا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے کتنا پیارا دین دیا ہے جس کے ایک ایک عمل کی تعریف آج کی سائنس اور علم جدید بھی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانان عالم کو پنجگانہ نماز کی ادائیگی کی تاحیات سعادت نصیب فرماتے ہوئے عین صراط مستقیم پر چلنے کی کامل توفیق عطا فرمائے۔۔

آمین ثم آمین یارب العالمین۔

آداب بارگاہ رسول ﷺ کلام خدا کی روشنی میں

عزت وتوقیر کا حکم

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عزت و توقیر اور نصرت و مدد کا حکم دیا، فرمایا: "لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا" (سورۃ الفتح:9) ترجمہ: "تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور آپ ﷺ کی (دین) کی مدد کرو اور آپ ﷺ کی بے حد تعظیم و تکریم کرو اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو۔"

اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہنا ارشاد باری تعالیٰ ہے (الفتح:10) ترجمہ: "(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں (حقیقت میں) وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا۔ اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر فرمائے گا۔"

حضور اکرم ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت جب آقائے دوجہاں ﷺ کو مخاطب کرنے کا وقت آیا تو انداز خطاب اور اسلوب قرآن بدل گیا۔ حضور ﷺ کو ذاتی نام مبارک کی بجائے مختلف صفات والقاب سے پکارا گیا۔ کبھی یاایھا النبی۔ یا ایھا الرسول فرما کر اپنے محبوب کو یاد کیا یا ایھا المزمل کبھی یا ایھا المدثر کے پیار بھرے الفاظ سے پکارا کبھی طٰہٰ یٰسین کہہ کر مخاطب کیا گویا حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور توقیر بجالانا تعلیمات قرآن کی تعمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے شایان شان خطاب سے مختص فرمایا۔

(سورۃ النور: 63) ترجمہ: "(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو۔ بے شک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربار رسالت سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔" (جب رسول اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذات گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے؟) "پس وہ لوگ ڈریں جو رسول ﷺ کی امرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا محمد ﷺ، یا احمد ﷺ، یا ابا القاسم ﷺ پکارنے سے منع فرمایا اور خطاب میں یارسول اللہ، یانبی اللہ کہنے کی تلقین کی اور ایسا کیوں کہ ہو جبکہ خود سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے القابات سے یاد فرمایا جن سے کسی اور پیغمبر کو خطاب نہیں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (المزمل:2،1) ترجمہ: "اے کملی کی جھرمٹ والے (حبیب ﷺ)۔ آپ ﷺ رات کو (نماز میں) قیام کریں مگر تھوڑی دیر (کے لیے)۔"

(المدثر:2،1) ترجمہ: "اے چادر اوڑھنے والے (حبیب ﷺ) اٹھیں اور (لوگوں کو اللہ کا) ڈر سنائیں۔"

(الانفال:64) ترجمہ: "اے نبی (معظم ﷺ) آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی۔"

نبی پاک ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنے کی ممانعت ارشاد باری تعالیٰ ہے: (الحجرات:2) "اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔"

یعنی تم اپنی آوازوں کو اس حد تک بلند نہ کرو کہ نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند ہو جائیں۔ مجلس مصطفوی ﷺ میں بیٹھنے سے پہلے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ آقا کریم ﷺ کی آواز کی حد سے کسی کی آواز تجاوز نہ کرنے پائے بلکہ نہایت ہی پر وقار اور مؤدب طریقے سے آہستہ آہستہ آواز میں حضور ﷺ سے مخاطب ہوا جائے تاکہ کلام مصطفی ﷺ ہر کسی کی گفتگو سے بلند ہو جائے اور آپ سے مخاطبت ایسے انداز میں ہو جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت چپکے سے بات کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ ﷺ سے اتنی پست آواز سے بات کرتے تھے کہ حضور ﷺ سن بھی نہ پاتے تھے اور دوبارہ دریافت فرماتے تھے۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں الفاظ کا انتخاب کوئی ایسا لفظ جس سے آقائے دوجہاں ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی کا شائبہ متکلم یا سامنے کے ذہن میں پیدا ہو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔ ارشاد خداوندی ہے (البقرہ:104) ترجمہ: "اے ایمان والو تم راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا (ہماری طرف نظر و توجہ نظر

و توجہ فرمایئے) کہا کرو اور تم ہمہ تن گوش رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"

وہ لوگ جو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم و توقیر عزت و حرمت اور ادب احترام کے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے گستاخی و اہانت کے رویے اور طرز عمل پر چل پڑتے ہیں انہیں آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ ایسا کرنے سے نہ صرف دائرہ ایمان سے خارج ہیں بلکہ آخرت میں بھی دردناک عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔ یہ بات طے ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ گفتگو اور مخاطب کرتے وقت ادب واحترام تعظیم و توقیر کے جملہ آداب اور پہلوؤں کا کمال درجے تک خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

ادب مصطفیٰ ﷺ کے حامل کی جزاء جو شخص ادب مصطفیٰ ﷺ کا حامل ہو گا تو اس کی جزا کیا ہو گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (الحجرات: 23) ترجمہ: "بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے چن لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔"

صحابہ کرامؓ حکم خدا تعالیٰ کی عملی تصویر

❁ حضور ابو بکر صدیقؓ کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اپنے باپ کو رسول ﷺ کی بے ادبی پر طمانچہ: ایک دفعہ ابو بکر صدیقؓ کے والد ابو قحافہ نے کفر کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا اس پر ابو بکر صدیقؓ نے فوراً ان کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسی گستاخی پر اس کی گردن اڑا دیتا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھنا خلاف ادب سمجھا: جب حضرت ابو بکر صدیقؓ آغاز خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو منبر کے جس درجے پر رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ فرمایا کرتے تھے اس سے نیچے کے درجے پر بیٹھے۔

ع بجائے بزرگاہ نشستن خطا است (بزرگوں کی جگہوں پر بیٹھنا گناہ ہے)

پھر حضرت عمرؓ نے اپنے ایام خلافت میں اسی منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا چاہا تو اس درجے سے بھی نیچے درجے پر بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک مقام رسول اللہ ﷺ کے ادب کے ساتھ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے مقام کا ادب بھی واجب تھا۔

❁ ادبِ رسول پاک ﷺ میں صحابہ کرامؓ کا تعظیماً کھڑے رہنا۔

صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے لیے تعظیماً کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں "رسول اکرم ﷺ ہماری مجلس میں تشریف فرما ہو کر ہمارے ساتھ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب قیام فرماتے تو ہم سب ساتھ ہی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آپ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر داخل ہوتا نہ دیکھ لیتے۔"

❁ محبوب ﷺ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہ گرنے دینا ادب ہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروانؓ سے روایت ہے عروہ بن مسعود (جب بارگاہ رسالت میں کفار کا وکیل بن کر آیا تو) صحابہ کرامؓ کو دیکھتا رہا کہ جب بھی آپ ﷺ اپنا لعاب دہن پھینکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب آپ ﷺ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ جب آپ ﷺ وضو فرماتے ہیں تو لوگ آپ ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔

❁ حضرت عثمانؓ کا ادب مصطفیٰ ﷺ

حضرت عثمان غنی کا دل محبت و ادب مصطفیٰ ﷺ سے اس حد تک معمور تھا کہ جب آپؓ کو نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر بھیجا تو آپؓ نے کفار کی اجازت کے باوجود آقا کریم ﷺ کے بغیر طواف کعبہ کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا آپؓ نے بیت اللہ شریف کے طواف کرنے کے مقابلے میں (جو عبادت میں داخل ہے) حضور ﷺ کے ادب کو افضل جانا۔ (سنن ترمذی)

حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے حضور ﷺ سے زیادہ عمر کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ بڑے تو آقا تاجدار کائنات ہیں بس میری ولادت پہلے ہوئی تھی۔ (کنز العمال)

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عشق و ادب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریمؓ کا نماز عصر کو ترک کر دینا محض اس خیال سے کہ اگر میں نے اپنا زانو ہلایا تو حضور ﷺ جو میری گود میں سر رکھے آرام فرما رہے ہیں بیدار ہو جائیں گے اور آپ ﷺ کے آرام میں خلل آ جائے گا۔ لہٰذا آپؓ نے محض حضور ﷺ کے ادب کی وجہ سے زانو کو نہ ہلایا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ (المعجم الکبیر)

حضور پاک ﷺ کا نام بے چین دلوں کا چین

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

(ترجمہ) اے محبوب انکے مالوں سے صدقہ وصول فرماؤ، جس سے تم انکو ستھرا اور پاکیزہ کردو، انکے حق میں دعائے خیر کرو، بے شک تمہاری دعا انکے دلوں کا چین ہے، اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔(سورۃ توبہ: 103)

یہ آیت کریمہ حضورؐ کی ایسی ایسی شانیں بیان فرما رہی ہے کہ قربان جائیے۔۔!

شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک ہوا تو مدینہ منورہ کے مومنین کی ایک جماعت اس میں شامل نہ ہو سکی اپنے کاروبار میں مشغولیت کی وجہ سے۔ جب رسول اللہ علیہ السلام مع مجاہدین تشریف لائے، تو انہوں نے اپنے جسموں کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا، اور قسم کھالی کہ ہم کو حضور علیہ السلام اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولیں گے، جب حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا تو پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ اور انہوں نے اپنے آپ کو کیوں باندھا ہے، تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ان سے یہ قصور ہوا کہ آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت نہ کی، اب شرمندہ ہیں، اور توبہ کرتے ہیں قسم رب کی اس وقت تک ان کو نہ کھولوں گا جب تک رب کا حکم نہ آئے، کہ کھول دو، پھر انکی توبہ قبول کی گئی اور یہ حضرات کھولے گئے۔تب ان صاحبوں نے اپنا مال پیش کیا۔چونکہ اس مال میں مشغولیت کی وجہ سے ہم جہاد سے رک گئے، للہٰذا یہ مال بطور کفارہ حاضر ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس مال کا لینے کا حکم نہیں فرمایا گیا ہے۔اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) اور فرمایا گیا کہ

"اے محبوب آپ انکا یہ مال وصول فرمالو، کیونکہ تمہاری دعا سے انکے دلوں کو چین ہوتا ہے۔آخر تمہارے ہیں، اگر تم ہی ناراض ہو جاؤ، تو کس کے ہو کر رہیں، اور انکو پاک فرمادو۔"

اس آیت سے چند طرح سے حضور علیہ السلام کی نعت ثابت ہوئی۔

❀ اولاً تو اس طرح کے لاکھ عمل کئے جاوے مگر انکی مقبولیت توجہ محبوب سے ہوتی ہے۔صدقہ کرنا خدا کی عبادت ہے مگر قبول ہو۔بطفیل حضور علیہ السلام۔

❀ دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ گناہ کی معافی حضور علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوتی ہے تب ہی تو مسجد نبوی میں آئے۔اور حضور علیہ السلام سے اپنے آپ کو کھلوانے کے خواہشمند ہوئے۔

❀ تیسرے اس طرح کہ حضور علیہ السلام مسلمانوں کو ہر گندگی گناہ وغیرہ سے پاک فرمانے والے ہیں اعمال صالح تو ذریعہ پاکی ہیں، یہاں فرمایا گیا کہ تم انکو اس صدقہ کے ذریعہ سے پاک فرمادو۔

<u>اگر لاکھوں عبادت کی جاوے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں قبول نہ ہو تو سب بیکار ہے اور کرنے والا ویسا ہی گندہ ہے۔</u>

❀ چوتھے یہ کہ سنت الٰہیہ جاری ہے کہ

<u>جب کوئی رحمت بھیجنا ہوتی ہے۔تو رب تعالیٰ محبوب سے فرماتا ہے کہ پیارے تم یہ ہم سے ان کی لیے مانگو تب ہم بھیجیں۔</u>

اس لیے فرمایا گیا کہ تم انکے حق میں دعا کرو۔

تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے۔ ع

وہ اس پر بھی قادر تھا کہ بغیر دعائے محبوب ﷺ رحمت نازل فرماتا، مگر نہیں بلکہ فرماتا ہے کہ تم دعا کرو تو ہم رحمت کریں۔۔۔۔!

حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ ہر جمعہ اور دوشنبہ کو تمام اعمال نامہ ہماری بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور ہم سب کے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا فرماتے ہیں۔اب بھی اعمال کی پیشی کس لیے ہوتی ہے،؟؟ اسی لیے کہ قبول کی شرط دعائے محبوب ہے۔

❀ پانچویں اس طرح کہ صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام کی دعا سے چین آتا تھا۔

ان کا مبارک نام بھی بے چین دل کا چین ہے ؎
جو ہو مریض لادوا اس کی دوا یہ ہی تو ہیں

انسان تو پھر بھی عقل رکھتا ہے۔۔آپ کی ذات سے آپ کے کلام سے تو اونٹ، ہرن، اور سوکھی لکڑیاں چین پاتی ہیں، حنانہ ستون فراق میں رویا، اونٹ نے مالک کی شکایت کی۔ہرنی شکاری کے جال میں پھنس گئی، اس نے حضور علیہ السلام سے شکایت کی۔کہ میرے بچے بھوکے ہیں۔اگر کچھ دیر کی لیے اجازت مل جاوے، تو بچوں کو دودھ پلا کر ابھی حاضر ہوتی ہوں۔غرضیکہ آپ ﷺ کی ذات پاک تمام مخلوق کے دل کا چین ہے جس کو انکے نام سے چین نہ آوے، وہ اپنی فطرت سے گر گیا۔جیسے کے بخار والا میٹھی چیز کو کڑوی محسوس کرتا ہے۔

اسمائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیش ہیں سبحانی، امام الانبیاء، خیر البشر، ذاتِ مطہر محمد ﷺ کے اسمائے گرامی

عبداللہ ﷺ ابوذکریاؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی آخر الزماں کے پانچ نام قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ محمد ﷺ، احمد ﷺ، عبداللہ ﷺ، طٰہٰ ﷺ اور یٰسین ﷺ۔ سورہ جن آیت نمبر 19 میں ارشاد ہوتا ہے: "وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا" اور جب اللہ کے (محبوب اور کامل ترین) بندے (محمدؐ) اس کی عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں (اور قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں) تو لوگ جوق در جوق ان پر ہجوم کرنے لگتے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

متاع بے بہاہے، درد و سوز آرزو مندی

مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

مامون ﷺ یہ نام اسے دیا جاتا ہے جو امانت دار ہو کہ جس سے لوگوں کو کسی بھی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ حضور ﷺ کو وحی الٰہی کا امین ہونے کے سبب مامون کیا گیا۔

معلوم ﷺ آپ ﷺ کا یہ نام مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ تمام کائنات میں جانے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور کیا ان کے لیے (صداقت قرآن اور صداقت نبوت محمدی ﷺ کی) یہ دلیل (کافی نہیں) ہے کہ اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں۔"

حق ﷺ حق باطل کی ضد ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے اور جو کچھ آپ ﷺ قرآن پاک کی صورت میں لائے سب حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: "وہ اس امر کی گواہی دے چکے تھے کہ یہ رسول سچا ہے۔"

مبین ﷺ مبین کا معنی ہے اشیاء کو کھول کھول کر بیان کرنے والا اور نبی پاک ﷺ قرآن کی آیات کو احکامات کو کھول کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ "اور فرما دیجیے کہ بے شک (اب) میں ہی (عذاب الٰہی کا) واضح و صریح ڈر سنانے والا ہوں۔" (الحجر: 89) ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: "یہاں تک کہ ان کے پاس حق (یعنی قرآن) اور واضح طور سے بیان کرنے والے رسول آپہنچے۔"

مطیع ﷺ آپ ﷺ کا یہ نام گرامی اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ رب العزت کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے یہ دعائیہ کلمات ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں ترجمہ: "اے رب مجھے اپنی بہت ہی اطاعت کرنے والا بنادے۔"

رسول الراحۃ ﷺ چونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اس لیے آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کے لیے آرام و راحت کا باعث ہیں۔ مومنین کے لیے تو رحمت للعالمین ہیں ہی ساتھ ہی ساتھ کافروں کے لیے بھی راحت کا باعث ہیں کہ آپ ﷺ ہی کی بدولت غزوات میں جزیہ دے کر امن و راحت میں آگئے۔

اول ﷺ حضور نبی مکرم ﷺ اول اس حیثیت سے ہیں کہ آپ ﷺ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی۔ آپ ﷺ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سب سے پہلے سر جھکایا اور مسلمان بھی پہلے آپ ﷺ ہی ہیں کہ جس کی تصدیق اللہ رب العزت نے قرآن پاک مین بھی بیان فرمائی ہے سورہ انعام کی آیت نمبر 163 کا آخری حصہ میں اللہ پاک فرماتے ہیں "وانا اول المسلمین" ترجمہ: "میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔" سب سے پہلے تخلیق سب سے پہلے مسلمان اور سب سے پہلے نبوت کا تاج آپ ﷺ کے ہی سر ہے۔

آخر ﷺ اول کا مطلب وہ جو سب سے پہلے موجود ہو۔ اور آخر وہ جو سب اشیاء کا وجود ختم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ آخر اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمائے گئے۔

ظاہر ﷺ ظاہر کا لفظ "ظہور" سے نکلا ہے۔ جس کے معنی بلندی اور غلبہ کے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کا ظہور تمام مظاہر پر غالب ہے اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کا دین تمام ادیان پر غالب کر دیا گیا۔ سورۃ الصف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس (دین اسلام) کو سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔"

باطن ﷺ باطن کا معنی ہے خفیہ پوشیدہ۔ آپ ﷺ کے حق میں باطن کا معنی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو جس شان سے نوازا ہے اس کا فہم و ادراک ہماری عقل سے پوشیدہ ہے۔

نبی الرحمۃﷺ آپﷺ کا یہ نام اس لیے کہ آپﷺ کو اپنی امت اور جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپﷺ فرماتے ہیں "بے شک میں انسانیت کی طرف بطور رحمت بھیجا گیا ہوں۔"

یتیمﷺ عام طور پر یتیم سے مراد لیا جاتا ہے جس کا والد بلوغت سے پہلے فوت ہو جائے۔ اور یتیم کا ایک معنی منفرد اور یکتا بھی ہے جیسے "دُرِ یتیم" اس موتی کو کہا جاتا ہے جو سیپ سے اکیلا نکلے۔ حضور نبی اکرمﷺ کو منفرد اور بے مثال ہونے کے سبب بھی یتیم کہا جاتا ہے۔ آپﷺ کی یہ صفت اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی سورہ الضحیٰ آیت 4 میں ارشاد فرمایا "(اے حبیب) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانہ دیا"

کریمﷺ کریم کا معنی بہت زیادہ بھلائی کرنے والا کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی بھلائی کرنے والا سخاوت کرنے والا نہ ہو۔ کہ وہ ذات بابرکت جس نے اپنے نفس کو تمام مخالف آلائشوں سے پاک کر لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (الحاقہ: 40) ترجمہ: "بے شک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔"

حکیمﷺ حکیم کے ایک معنی وہ جو امور کو مضبوطی سے سرانجام دیتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ حکیم سے مراد افضل علوم کے ساتھ ساتھ افضل اشیاء کی حقیقت کی معرفت رکھنے والا۔ اور نبی اکرم نور مجسمﷺ سے زیادہ علم و حکمت کی معرفت رکھنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ آپﷺ نے فریضۂ رسالت بھی احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (الجمعہ: 4) ترجمہ: "اور وہ انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

سیدﷺ سید سے مراد سردار ہوتا ہے جس کا حکم مانا جائے، اطاعت کی جائے ۔اسے بھی کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس ٹھکانہ ڈھونڈا جائے، لوگ اپنی ضروریات کے لیے اس کی طرف رجوع کریں۔ سید سے مراد جس کی اطاعت کی جائے، اور جو سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہو۔ فقیہ عالم ہو، علم و عبادت، اور خشوع و خضوع میں بڑھ جائے۔ حضور معظم نبی مکرمﷺ میں یہ تمام صفات جمع ہیں اسی وجہ سے سید ہیں اور یہ اللہ رب العزت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہین کہ حضور نبی مکرمﷺ نے فرمایا "میں روز قیامت قوموں کا سردار ہوں گا۔"

سراج منیراﷺ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ آپﷺ کو سراج اس لیے کہا گیا ہے کہ ایسا چراغ جس سے کتنے ہی چراغ اور روشن کر لین تو پھر بھی پہلے چراغ کی روشنی میں کمی واقع نہ ہو۔ اسی طرح آپﷺ کی روشنی میں بھی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ آپﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں۔ آپﷺ کو سراج منیرا اسلیے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں آسمان کے سورج کو سراج کہا گیا ہے۔ اور سراج کے ساتھ وہاج کا اضافہ کیا گیا ہے جس کا معنی ہیں حرارت کا سخت منبع، تیز بھڑکانے والی چیز۔ جبکہ نبی پاکﷺ کو سراج منیرا کہہ کر فرمایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (الاحزاب) ترجمہ: "اور آپﷺ کو اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)"

سراجاً منیرا کے معنی بیان کرتے ہوئے امام بیغاوی لکھتے ہیں "آپﷺ سے جہالت کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپﷺ کے نورِ بصیرت کا نور حاصل کیا جاتا ہے۔"

سورج کی روشنی سے تپش حاصل ہوتی ہے اور آپﷺ کی روشنی سے ٹھنڈک واطمینان و سکون۔

محرّمﷺ اس سے مراد حرام قرار دینے والے، جس چیز کو اللہ کے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اسی طرح اللہ کے رسول نبی محترمﷺ بھی جس چیز کے متعلق بھی حرام قرار دیں وہ کام حرام ہے۔ جیسے بہت ساری چیزیں محض حضورﷺ کے حرام کہنے سے حرام ٹھہریں جنکا حکم قرآن پاک میں نہیں۔ مثلاً مردوں کے لیے ریشم، سونا وغیرہ۔ آپﷺ کے اس وصف پاک سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے (الاعراف) ترجمہ: "اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔"

مکرمﷺ محبوب خدا کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپﷺ اللہ کے ہاں تمام مخلوق میں سب سے زیادہ صاحب عزت و مکرم ہیں۔

مبشرﷺ یہ بشیر کے معنی میں ہے یعنی خوشخبری سنانے والا۔ آپﷺ کو اللہ رب العزت نے یہ نام اس لیے دیا کہ آپﷺ اطاعت گزاروں کو خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

نبی پاک حضرت محمدﷺ کا ارشاد ہے کہ "(روز محشر) میں ہی خوشخبری دوں گا جب تمام لوگ یاس و ناامیدی (کے عذاب) میں مبتلا ہوں گے۔"

مدعوﷺ اسکا معنی ہے جسے بلایا جائے، دعوت دی جائے۔ حضور نبی مکرمﷺ کو شب معراج اللہ تعالیٰ نے بڑی شان کے ساتھ اپنے پاس بلایا اس لیے آپﷺ مدعو کہلائے۔ (بقیہ صفحہ 37)

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و فتنہ قادیانیت

عقیدہ ختم نبوت احادیث کی روشنی میں

ویسے تو عقیدہ ختم نبوت تقریباً 210 سے زائد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ یہاں 10 احادیث مبارکہ بیان کی جارہی ہیں۔

① حدیث نمبر 1: آقا کریم ﷺ نے فرمایا

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے اور عش عش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں اور نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والا ہوں" (مسلم شریف حدیث نمبر 5961)

② میرے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجھے چھ چیزوں میں انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ 1) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے۔ 1) رعب سے میری مدد کی گئی۔ 3) مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا۔ 4) روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا۔ 5) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا۔ 6) مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔" (مسلم شریف حدیث نمبر 1167)

③ میرے آقا کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (مسلم شریف حدیث نمبر 6217) ایک اور روایت کے مطابق میرے بعد نبوت نہیں۔

④ میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔" (بخاری شریف حدیث نمبر 3455)

⑤ میرے آقا کریم ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا "میری امت میں 30 جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ترمذی شریف، حدیث نمبر 2219)

⑥ میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔" (ترمذی شریف حدیث نمبر 2272)

⑦ آقا کریم جان ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔" (بخاری شریف حدیث نمبر 896)

⑧ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے" (ترمذی شریف حدیث 3686)

⑨ مصطفی جان رحمت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر یعنی جمع کرنے والا ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں۔ اور میں عاقب یعنی سب کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (مشکوٰۃ: صفحہ 515)

⑩ میرے آقا ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے" (بخاری شریف حدیث نمبر 6503) (یعنی جس طرح شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اس طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں)

ان دس احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نبیوں کی تعداد حضور ﷺ کے آنے سے پوری ہو گئی ہے۔ اور حضور ﷺ کے بعد نبیوں کی تعداد میں کسی ایک نبی کا بھی اضافہ نہیں ہو گا۔

عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی دھوکہ

عقیدہ ختم نبوت پر ہمارا یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں کا اصل اختلاف یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبیوں کی تعداد حضور نبی کریم ﷺ کے آنے سے مکمل ہوئی۔ جبکہ قادیانی کہتے ہیں کہ نبیوں کی تعداد نعوذ باللہ مرزائی قادیانی ملعون کے آنے

سے مکمل ہوئی۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ مانتے ہیں جبکہ قادیانی نعوذ باللہ مرزائی قادیانی ملعون کو نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ مانتے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جبکہ قادیانی کہتے ہیں نعوذ باللہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ ذیل میں چند حوالے پیش ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ قادیانی مرزا قادیانی کو نبوت کی عمارت کی آخرت اینٹ اور آخری نبی سمجھتے ہیں۔

حوالہ 1: مرزا قادیانی نے لکھا ہے: مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان میں سے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر میں آنے والا ہو (روحانی خزائن ج23ص333)

حوالہ 2: مرزا قادیانی نے لکھا: پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچا دے پس میں وہی اینٹ ہوں۔ (روحانی خزائین ج16، ص178)

حوالہ 3: مرزا قادیانی نے لکھا: وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لیے بروزی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل ہر تمام دنیا اب بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانے کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے کوئی اور کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں رہی۔ (روحانی خزائن ج18ص215)

حوالہ 4: مرزا قادیانی نے لکھا ہے: جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، قطب، ابدال وغیرہ اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں (روحانی خزائن ج22، ص406)

حوالہ 5: مرزا قادیانی ملعون نے لکھا ہے: ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہیں کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی راہوں میں سب سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (روحانی خزائن ج19، ص61)

صحابہ کرامؓ کا عقیدہ

حضور پاک ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا معاملہ تو ایک طرف، حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر میں صحابہ کرام جان کی بازی لگا دیتے تھے اور نبی پاک ﷺ کی شان میں ذرہ برابر بھی گستاخی بھی برداشت نہ کرتے۔ بہت سے مواقع پر گستاخ رسول صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے۔ کعب بن اشرد (یہودی)، حضرت محمد بن مسلمہؓ کے ہاتھوں، ابو رافع (یہودی) صحابہ عبداللہ بن عتیکؓ کے ہاتھوں اور ام ولد گستاخ ایک نابینا صحابہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ (صحیح البخاری، سنن ابی داؤد)۔ بشیر منافق نے نبی پاک ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے پر حضرت عمرؓ کی تلوار کے اپنی زندگی کا فیصلہ پایا۔

نبی پاک ﷺ کے دور میں گستاخ رسول ﷺ کی سزا

حضور پاک ﷺ کی ظاہری زندگی میں اور اس کے بعد بھی جھوٹے نبوت کے دعویداروں کا انجام صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں بھیانک ہوا۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ نے فرمادیا کہ ''لا نبی بعدی'' تو صحابہ کرام ﷺ اپنے سچے محبوب حق نبی پاک ﷺ کے ہر ہر حکم پر دل سے عمل کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے دور مبارک میں اسود عینی کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ نے اس کے خلاف جہاد کیا اور اسے واصل جہنم کیا۔ حضور ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے خلاف جنگ کر کے اسے جہنم واصل کیا۔

قادیانیوں کے بارے میں امت مسلمہ کا فتویٰ

قادیانیوں کے انہی مذکورہ کفریہ عقائد کی بنا پر امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قادیانی صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد و زندیق ہیں۔ زندیق اس کافر کو کہتے ہیں جو خود کو مسلمان کہے اور مسلمانوں کو کافر۔ اس لیے قادیانیوں سے ہر طرح کا تعلق لین دین، شادی بیاہ میں شرکت، اٹھنا بیٹھنا سلام و کلام غرض ہر طرح کا تعلق حرام اور حرام قطعی ہے اور تعلقات رکھنے والا فاسق و فاجر، مستحق عذاب جہنم ہے۔

دعا گو۔۔۔۔عاجز فقیر

فضائل و آدابِ شعبان المعظم

تعارف

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ یہ ماہ معظم بہت ہی رحمتوں اور برکتوں کا حامل ہے۔ اس ماہ مقدس میں اللہ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے لیے بخشش و مغفرت کا وافر سامان فراہم کیا ہے۔اور اللہ رب العزت کے پیارے محبوب ﷺ نے اس ماہ مبارک کو اپنا مہینہ قرار دیتے ہوئے اس میں پائے جانے والے فیوض و برکات سے آگاہ فرمایا اور ان کے حصول کے طریقوں کی طرف رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اپنے پیارے رسول ﷺ کے فرمودات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس ماہ کا چاند نظر آتے ہی دل میں خوفِ خدا اور محبت رسول ﷺ رکھنے والے مسلمان رمضان المبارک کے انتظار میں بے چین ہو جاتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس ماہ میں نیکیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ برکتوں کو نزول ہوتا ہے۔ خطاؤں کو معاف کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف کی کثرت کی جاتی ہے۔(غنیہ الطالبین:۳۴۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ماہ کا نام شعبان اس لیے رکھا گیا کہ اس میں ماہ رمضان کے لیے بے شمار نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور رمضان نام اس لیے رکھا گیا کہ یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (غنیہ الطالبین:۳۴۰)

فضائل شعبان المعظم

شعبان کے مہینے کو اللہ نے بہت فضیلت اور اہمیت عطا فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ میں برکت کی دعا فرمائی ہے اور آپ ﷺ اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور اس مہینہ کے چاند اور تاریخوں کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں بندوں کے اعمال اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں لے جائے جاتے ہیں اور یہ مہینہ رمضان سے قریب ہے یعنی اس مہینے کے ختم ہونے پر رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ گویا کہ شعبان کا مہینہ رمضان کی تمہید اور اس کا مقدمہ ہے۔اور یہی مہینہ ہے کہ اس میں ایک بابرکت رات آتی ہے جس کو ”شب برأت“ کہا جاتا ہے۔ انہی وجوہات کے پیش نظر اس مہینہ کو ”شعبان المعظم“ کہا جاتا ہے۔ شعبان کا مہینہ بہت عظمت والا ہے۔لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس کی قدر کرنی چاہیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مہینہ شعبان کا تھا چونکہ یہ رمضان سے متصل ہے (غنیہ الطالبین:۳۳۹)۔

تحفتہ المسلمین میں ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ یاالٰہی تو نے حضرت موسیٰ ؑ کو ثعبان (بڑا سانپ) عنایت کیا مجھے کیا بخشا۔ حق تعالیٰ سے خطاب ہوا کہ آپ (ﷺ) کو شعبان دیا۔ چنانچہ ثعبان نے جادوگروں کے سحر کو مٹایا اور شعبان آپ (ﷺ) کی امت کے گناہوں کو مٹادیگا اور شیطان کے مکر کو فنا کردے گا۔(حرز سلیمانی:۱۳)

معمولات شعبان

ہر دانشمند مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ شعبان کے مہینے میں غافل نہ رہے۔ بلکہ رمضان کے استقبال کی تیاری شروع کرے۔ گذشتہ اعمال سے توبہ کر کے گناہوں سے پاک ہو جائے۔ ماہ شعبان ہی میں اللہ کے سامنے زاری کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑے کہ اللہ اس کے دل کی خرابی کو دور فرمادے اور دل کی بیماری کا علاج ہو جائے۔اس سلسلہ میں تاخیر سے کام نہ لے۔ یہ نہ کہے کہ کل کرلوں گا۔اس لیے کہ دن تو صرف تین ہیں۔ایک کل جو گزر گیا، ایک آج جو عمل کا دن ہے۔ایک آنے والا کل جس کی بس امید ہی امید ہے، کہا نہیں جا سکتا کہ وہ اس کے لیے آئے گا یا نہیں۔ گزرا ہوا کل ایک نصیحت ہے، آج کا دن غنیمت ہے، آنے والے کل ایک خیالی چیز ہے۔اسی طرح یہ تین مہینے ہیں۔رجب تو گزر گیا وہ لوٹ کر کبھی نہیں آئے گا۔رمضان کا انتظار ہے (آنے والا ہے) معلوم نہیں اس مہینے تک زندہ رہیں یا نہ رہیں، بس شعبان ہی ان دونوں کے درمیان ہے اس لیے اس میں طاعت و بندگی کو غنیمت سمجھیں۔

شعبان میں درود و سلام کی فضیلت

شعبان المعظم حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا خاص مہینہ ہے۔اللہ پاک کا ارشاد ہے ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں۔ ملائکہ کی طرف صلوٰۃ کے معنی مدد، نصرت اور استغفار کے اور مومنوں کی طرف صلوٰۃ کے معنی ہیں دعا و ثناء کے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے، فرماتے ہیں جو شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود شریف آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرماتا ہے تاکہ وہ درود آپ ﷺ تک پہنچائیں۔ جس سے نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ خوشی و مسرت کا اظہار فرماتی ہے۔ پھر اللہ پاک فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ قیامت تک اس شخص کے لیے استغفار کرتے رہیں (القول البدیع: ۳۶۵)

شعبان کے روزے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ماہِ شعبان میں روزے رکھنے شروع کرتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزے رکھنا ختم نہیں کریں گے اور جب روزے نہ رکھنے پر آتے تو ہم کہتے اب آپ کبھی روزہ نہ رکھیں گے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے آپ ﷺ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں کثرت سے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد شریف)

نوچندی جمعرات کا روزہ ــــــ (جنت میں داخلہ)

علامہ عبدالرحمٰن صفوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب البرکۃ میں حضور نبی کریم ﷺ سے مروی دیکھا ہے کہ شعبان کی نوچندی جمعرات کو اور آخری جمعرات کو روزہ رکھتا ہے تو خدا کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے (بشرطیکہ عمل اچھے ہوں) اور آخری جمعرات عادت والے پر محمول ہے۔ (نزہۃ المجالس: ۳۱۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نصف شعبان کی شب ہوا کرے تو شب بیداری کیا کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو کیونکہ اللہ اس رات غروب شمس سے ہی آسمان دنیا میں نزول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ سن لو! کون استغفار کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔۔ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کر دوں۔۔ سن لو! کون کس مصیبت میں مبتلا ہے کہ میں اسے عافیت عطا کر دوں۔۔۔ سن لو! کون روزی مانگتا ہے میں اسے روزی دوں۔۔ کون ایسا ہے۔۔۔ یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ، شعب الایمان للبیہقی، مشکوٰۃ شریف، کنزالعمال)

شب برأت - وجہ تسمیہ

ماہ شعبان کی پندرھویں رات کو ''شب برأت'' کہا جاتا ہے۔ شب کے معنی ہیں رات اور برأت کے معنی'' بری ہونا، قطع تعلق کرنے'' کے ہیں۔ چونکہ اس رات مسلمان توبہ کر کے گناہوں سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بے شمار مسلمان جہنم سے نجات پاتے ہیں اس لیے اس رات کو ''شب برأت کہتے ہیں''

اس رات کو ''لیلۃ المبارکہ'' (مبارک رات) اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں نیک اعمال کرنے والوں کے لیے کثرت سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر ایک ذرہ کمالِ الٰہی کی برکتوں سے نوازا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس رات میں لوگ جہنم کی آگ سے بری کر دیے جاتے ہیں۔

اس رات میں کام تقسیم کیے جاتے ہیں یعنی آنے والے سال میں جو کام ہونے والے ہیں ان کاموں پر شعبان کی پندرھویں رات میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ سال کے لیے رزق کا نظام میکائیلؑ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور لڑائیوں (جنگ) کا انتظام جبریلؑ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور زلزلوں، کڑک اور زمین میں دھنسا دینے والے اعمال کا نظام پہلے آسمان کے منتظم عظیم فرشتے اسماعیلؑ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور مصیبتوں کا نظام ملک الموت عزرائیلؑ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ (شبِ برأت از عبدالرزاق بھترالوی)

اور حضرت ابن عادلؒ کہتے ہیں کہ اعمال کا رجسٹر/نظام اسرافیلؑ کے سپرد ہوتا ہے (تفسیر فتوحات الٰہیہ بہ جمل شریف بحوالہ شب برأت۔ از قاضی غلام محمود ہزارویؒ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کی رات آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزولِ اجلال فرماتا ہے اور اس رات ہر کسی کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے کے یا ایسے شخص کے جس کے دل میں بغض ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی، ترغیب و ترہیب)

سیدنا علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب شعبان المعظم کی پندرھویں آئے تو اس رات میں عبادت کرو۔ غروب آفتاب کے وقت سے اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے۔ رحمتِ الٰہی ندا دیتی ہے کون ہے طالبِ مغفرت کہ اس کو بخشا جائے۔۔ کوئی روزی کا خواستگار ہے کہ اس کو رزق دیا جائے۔۔ کون مصائب و آفات سے چھٹکارے کا آرزومند ہے کہ اس کی مشکلیں آسان کی جائیں۔ رحمتوں کی یہ منادی، برکتوں کی یہ نچھاور طلوع سحر تک جاری رہتی ہے۔ یہ رات تقسیمِ رزق کی رات ہے، موت و حیات کے کاغذات اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اس رات کو توبہ و استغفار میں گزارا جائے اور پندرھویں شعبان کا روزہ رکھا جائے کہ اس کا اجر عظیم ہے۔ (۱۲ ماہ کے فضائل: ۲۴)

شب بیداری

حضرت امام طاوس یمانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسنؓ سے پندرہ شعبان کی رات اور اس کے عمل کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ① پہلے حصے میں اپنے نانا جان پر درود پڑھتا ہوں۔ ② دوسرے حصے میں استغفار کرتا ہوں۔ ③ اور تیسرے حصے میں نماز پڑھتا ہوں۔

شب برأت کے انعامات

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس نصف شعبان کی شب جبریلؑ آئے اور فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھائیے، میں نے ان سے دریافت کیا یہ کون سی رات ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ رات ہے جس رات اللہ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے۔ اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو اپنا شریک نہیں ٹھہرایا بشرطیکہ وہ جادو گر نہ ہو، کاہن نہ ہو، سود خور نہ ہو، زانی نہ ہو، عادی شرابی نہ ہو۔ ان لوگوں کی اللہ اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کر لیں۔

فرشتوں کی عید

روایت ہے کہ فرشتوں کے لیے آسمان میں دو راتیں عید کی ہیں جس طرح زمین پر مسلمانوں کی دو دن عید کے ہیں۔ فرشتوں کی عیدوں کی راتیں ہیں شب برأت اور شب قدر۔ مسلمانوں کی عیدوں کے دن ہیں عید الفطر و عید الضحیٰ۔ فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لیے رکھی گئیں کہ وہ سوتے نہیں۔ مسلمانوں کی عیدیں دن میں اس لیے رکھی گئیں کہ وہ سوتے ہیں (غنیہ الطالبین: ۳۴۷، مشکوۃ شریف: ۶۴۰)

مسلمانوں سے اپیل

اس رات کو گناہ میں گزارنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ آتش بازی کے متعلق مشہور ہے کہ یہ نمرود بادشاہ کی ایجاد ہے۔ جب کہ اس نے حضرت ابراہیم □ کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر اس میں آگ لگا کر خلیل اللہ □ کی طرف پھینکی۔ مسلمانوں نے یہ رسم ہندوؤں سے سیکھی ہے۔ لہٰذا اس بے ہودہ کام اور حرام کام سے بچیں! اپنے بچوں اور قرابت داروں کو روکیں اور جہاں آوارہ بچے یہ کھیل کھیل رہے ہوں وہاں تماشے کے لیے بھی نہ جائیں۔ شرعاً آتش بازی، پٹاخے وغیرہ بنانا اور اس کا بیچنا، اس کا خریدنا اور چلانا، چلوانا سب حرام ہے۔

شب برأت کا خصوصی اہتمام

❖ بعض حکماء سے روایت ہے کہ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس رات میں عبادتوں کا اہتمام کرے۔

❖ نماز عشاء اور فجر کو جماعت سے ادا کریں۔

❖ گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کریں۔ ❖ پچھلے گناہوں کی معافی مانگیں۔

❖ اپنے اور سب مسلمانوں کے لیے صحت و عافیت اور مرحومین کے لیے بخشش کی دعا کریں۔

❖ جتنے نوافل ممکن ہوں پڑھیں اس سے اس میں لیلۃ القدر کا ثواب ملے گا۔

❖ اگر حیثیت رکھتا ہو تو غلام، لونڈی آزاد کرے۔

❖ یتیموں اور مسکینوں پر صدقہ کرے کہ اس سے سال تک اس کے رزق میں کشادگی رہے گی۔

❖ خیر الدنیا کی دعا اپنے لیے، اپنے ماں باپ، اپنے استاد اور مومنین کے لیے کرے۔

❖ اپنے بیوی بچوں کو حکم دے کہ وہ بھی یادالٰہی میں مصروف و مشغول رہیں۔

❖ کھانے پکائے اور دوستوں، پڑوسیوں اور مسکینوں کو کھلائے۔

❖ ماں باپ اگر زندہ ہیں تو ان سے رضاجوئی کرے۔

❖ اگر والدین فوت ہو چکے ہیں تو دعائے مغفرت کرے۔

❖ اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

❖ سحری کے وقت روزے کی نیت اور روزے کا اہتمام کرے۔

❖ صلہ رحمی کا خیال رکھے۔ ❖ دشمنوں سے نرمی برتے۔

❖ علماء و صالحین کی زیارت کرے۔ ❖ اللہ کے خوف سے روئے۔

❖ غیبت، چغلی، حسد، کل حرام اور ناپسندیدہ کاموں سے بچے۔

❖ شعبان کی پندرھویں رات کو قبرستان میں جا کر مردوں کے لیے دعا و استغفار کرے۔

❖ ممکن ہو تو کچھ صدقہ و خیرات، یا کھانا وغیرہ پکا کر تقسیم کرے۔

❖ رات کو قیام کرنا اور دن میں روزہ رکھنا۔

❖ کھانوں اور پھلوں اور غلہ پر اللہ کا نام لیکر ختم پڑھیں۔ ایسا کرنے سے دوسرے سال تک اس میں برکت رہتی ہے۔

فضائل وآدابِ رمضان المبارک

❀ ماہِ "رمضان المبارک" اسلامی سال کا نواں قمری مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ماہ مبارک میں عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اس کی ہر گھڑی رحمت بھری ہے۔ اس مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ اس ماہ میں مرنے والا مومن سوالاتِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

❀ **وجہ تسمیہ** ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ رمضان "رمضاء" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں سخت گرم زمین، لہٰذا "رمض" کے معنی "سخت گرم" ہوئے۔ رمضان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کیے تو انہی اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لیے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۴: ۲۲۹) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ "رمض الصائم" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہو گئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لیے بھی دیا گیا ہے کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے (لسان العرب، ۷: ۱۶۲)۔

❀ شریعت میں روزے کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے۔ "**روزے کی نیت** کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رک جانا ہے۔" (تفسیر القرطبی، ۲: ۲۷۳)

❀ **روزے کی فرضیت:** قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے روزے کی فرضیت کے باب میں تمام اہل ایمان سے ارشاد فرمایا ہے "**اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ" (البقرۃ: ۲: ۱۸۳)** اس آیہ کریمہ میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ ﷺ پر ہی نہیں بلکہ پچھلی امتوں پر بھی فرض کیے گیے، دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ مومنین پرہیزگار بن جائیں۔

➢ دیگر روایات کے مطابق روزے کی فرضیت کا حکم دوسری صدی ہجری میں تحویل کعبہ کے واقعہ سے دس روز بعد ماہ شعبان میں نازل ہوا۔ آیت روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی۔ جس میں رمضان المبارک کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے باری تعالیٰ نے اہل ایمان سے ارشاد فرمایا "پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پا لے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے" (البقرۃ: ۲: ۱۸۵)۔ اس آیت مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحب ایمان کو دیا گیا ہے جو اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پا لے۔ امت مصطفوی ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشورہ) کا روزہ باہتمام رکھتے تھے۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کے تین دن جنہیں ایام بیض کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، کے روزے پہلی امتیں بڑے اہتمام سے رکھا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک کی فرضیت کے بعد ان روزوں کی حیثیت سنت کا درجہ اختیار کر گئی۔ کہ آنحضور ﷺ کا عاشورہ اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول قائم رہا۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر اور اس کا تارک گنہگار ہے۔

❀ **احادیث مبارکہ**

① **روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" اس حدیث مبارکہ میں روزہ رکھنے اور رمضان المبارک میں قیام کرنے کے ساتھ ایمان اور احتساب کی شرط لگا دی یعنی اس حالت میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کرے کہ حضور ﷺ سے ثابت شدہ چیزوں کی تصدیق کرے اور فرضیتِ صوم کا اعتقاد بھی رکھے تو اس کو ایمان کا روزہ کہا جائے گا۔ **احتساب** کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے طلب ثواب کے لیے یا اس کے اخلاص کی وجہ سے روزہ رکھا اور روزے کی حالت میں صبر کا مظاہرہ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا۔

② **روزہ ڈھال ہے** حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ "روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔" (سنن النسائی، حدیث: ۲۲۳۰، ۲۲۳۱)

③ **جنت کے دروازہ کھل جانا اور جہنم کے دروازہ بند ہو جانا۔** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب رمضان شروع ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں" اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۱۸۰۰)

❀ **فضائل رمضان**

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری دن میں خطبہ دیا اس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آرہا ہے، جس میں ایک رات ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے اور اس کی تراویح کو سنت، جس شخص نے بھی اس مہینہ میں کوئی نیک کام کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا اس کے عمل کا یہ درجہ ہے کہ گویا غیر رمضان میں اس نے کوئی فرض عمل کیا ہو۔ اور جس نے ماہ رمضان میں کوئی فرض ادا کیا گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے ہیں یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے (یہاں صبر سے مراد روزے کی حالت میں روزے کے منافی کاموں سے نفس کو روک کر رکھنا ہے) یہ مہینہ ایک دوسرے پر مہربانی اور مدد کرنے کا ہے۔ اسی مہینہ میں مومن کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ اور دوزخ سے آزادی کا سبب بنا ہے۔ اور اس کو بھی روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک میں اتنی توفیق نہیں ہے کہ وہ روزہ افطار کرا سکے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ یہی ثواب اس کو عطا فرمائے گا جو روزہ دار کا روزی ایک کھجور کے ساتھ یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ دودھ کی پانی ملائی ہوئی لسی کے ساتھ کھلوائے، اور یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول (عشرہ) رحمت ہے، درمیانہ (عشرہ) مغفرت ہے اور آخری (عشرہ) دوزخ سے نجات کا ہے۔ جس نے رمضان المبارک میں اپنے مملوک (نوکر چاکر وغیرہ) سے (خدمت کی) تخفیف (کمی) کی اللہ اس کی بخشش فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار کام اپنے ذمہ کر لو ان میں سے دو کام تو ایسے ہیں جن کے ساتھ تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پس دو کام جن سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو ایک تو اس بات کی گواہی کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایک یہ کہ اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کرو اور وہ دو کام جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے ایک تو یہ ہے کہ تم اللہ سے جنت طلب کیا کرو اور دوسرے یہ کہ جہنم سے اس کی پناہ مانگا کرو۔ اور جس نے روزہ دار کو پانی پلایا، اللہ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا مانی پلائے گا کہ اس کو پھر پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے" (صحیح ابن خزیمہ بحوالہ رحمت کے خزانے: ۲۸۵)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ

"جب مومن ماہ رمضان المبارک میں بیدار ہوتا ہے اور پڑا کروٹیں بدلتا ہے اور ذکر خدا میں لگا رہتا ہے تو اس سے فرشتہ کہتا ہے کہ اٹھ خدا تجھ پر رحم کر رہا ہے۔ اور جب وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اس کا بچھونا اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ اس کو جنت کے بلند بچھونے عطا فرما اور جب اپنے کپڑے پہنتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں اے اللہ اس کو جنت کے جوڑے عطا فرما اور جب وہ جوتے پہنتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کے قدم پل صراط پر ثابت قدم رکھنا اور جب برتن لیتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ اس کو جنت کے برتن عطا فرما اور جب وضو کرتا ہے تو پانی اس کے لیے دعا کرتا ہے اے اللہ اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک وصاف کر دے اور اگر خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے بیت اللہ دعا کرتا ہے اے اللہ اس کی لحد کو منور رکھنا اور اس پر اس کی قبر کشادہ کر دے اور اللہ اس کی طرف نظر فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندے! تیری جانب سے دعا ہے اور ہمارے جانب سے قبولیت ہے۔ رمضان میں اللہ سے سوال کرنے والا نامراد نہیں رہتا اور حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اس کی سانسیں تسبیح ہیں اور اس کی دعا مقبول ہے اور اس کے گناہ بخشے ہوئے ہیں اور اس کے عمل دوگنا ہوتے ہیں" (نزہۃ المجالس: ۳۲۸)

سال کا قلب: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "رمضان سال کا قلب ہے جب وہ درست رہا تو تمام سال درست ہو جاتا ہے۔"

رمضان المبارک بڑا با برکت مہینہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ صبر وشکر کا مہینہ ہے اور صبر وشکر کی جزا بہشت ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا روزہ داروں کا سونا ثواب کی رو سے عبادت کے برابر ہے اور روزہ دار کی خاموشی تسبیح کے برابر ہے اور روزہ دار کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو اپنی اطاعت کا دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے **روزہ دار تمام دن عبادت میں رہتا ہے بشرطیکہ کسی کی غیبت نہ کرے، کیونکہ غیبت کرنے سے روزے کا ثواب حاصل نہیں ہوتا۔**

رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کی منہ کی بو کے بارے میں فرمایا کہ "خدا کے نزدیک کستوری سے زیادہ بہتر ہے۔" (حدائق الاخیار: ۲۸۳)

عذاب سے نجات: حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ "اگر خدا کو امت محمدی ﷺ پر عذاب کرنا مقصود ہوتا تو ان کو رمضان اور سورۃ الاخلاص کبھی نہ عنایت کرتا" (نزہۃ المجالس)

رمضان المبارک میں محفل ذکر کا ثواب: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو رمضان المبارک میں محافل ذکر میں سے کسی محفل میں حاضر ہوتا ہے اللہ اس کے لیے ہر قدم کے عوض میں ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور قیامت میں وہ عرش کے سائے کے نیچے ہو گا (نزہۃ المجالس: ۳۲۱)

ذکر کرنے اور روزہ رکھنے والے کے لیے خاص جنتی دروازہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جنت میں آٹھ

دروازے میں ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جس سے قیامت کے دن امت محمدیہ ﷺ کے وہ لوگ داخل ہوں گے جنہوں نے رمضان میں روزے رکھے ہیں، آواز دی جائے گی، کہاں ہیں وہ روزہ رکھنے والے اور رمضان میں ذکر خدا کرنے والے!۔۔آئیں اور اس دروازے سے داخل ہوں۔۔۔! وہ لوگ اٹھیں گے اور جب دروازے سے گزر جائیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔'' (بخاری و مسلم و ترمذی وتذکرۃ الواعظین:۵۷۸)

⑤ **رمضان المبارک میں مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا ثواب:** حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا''جو کوئی رمضان المبارک میں کسی مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ اس کی دس لاکھ حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔اور جو اس میں کسی عیال دار کو خیرات دیتا ہے اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔'' ❀ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلتا ہے اللہ ہر قدم پر اس کے لیے ستر ستر نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ستر ستر گناہ مٹاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جہاں سے چلا تھا وہاں ہی لوٹ آتا ہے''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا''جو کسی حاجت میں اپنے بھائی کے ساتھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے لیے اسے پورا کر دیتا ہے تو اللہ اس کے قدم کو اس دن ثابت رکھے گا جس دن لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے۔''(اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے) ❀ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا''خدا بندے کی حاجت روائی میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے۔''اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے(نزہۃ المجالس:۳۲۱)

رمضان المبارک میں خاوند کی خدمت پر عورت کو انعام

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت رمضان المبارک میں اپنے خاوند کی رضا جوئی میں لگی رہتی ہے، اللہ کے نزدیک اسے بی بی مریمؑ اور بی بی آسیہؑ کا ثواب ملتا ہے(نزہۃ المجالس)

رمضان المبارک شفاعت کرتا ہے

روایت میں ہے کہ رمضان قیامت میں ایک اچھی صورت میں آکر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تب اس سے کہا جائے گا جس نے تیرا حق پہچانا ہو اس کا ہاتھ پکڑ لے وہ اپنا حق پہچاننے والے کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا اس سے پوچھا جائے گا تو کیا چاہتا ہے؟ وہ عرض کرے گا اے رب! اسے تاجِ وقار پہنا دیجیے۔ چنانچہ اسے تاجِ وقار پہنا دیا جائے گا۔اور جو کچھ اس سے زیادہ اس کی قدر افزائی کی جائے گی اسے خدا ہی جانتا ہے۔(نزہۃ المجالس)

⑥ **رمضان المبارک کے احترام کی برکت:** حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب تک میری امت ماہ رمضان کی حرمت باقی رکھے گی وہ رسوا نہیں ہو گی۔'' ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! رسوائی کیسی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں جس نے حرام عمل کا ارتکاب کیا یا کوئی گناہ کیا، شراب پی، یا زنا کیا اس کا رمضان (کوئی روزہ) قبول نہیں کیا جائے گا۔اور آئندہ تک اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور آسمان والوں کی لعنت ہو گی۔ اگر اس عرصہ میں (آئندہ سال کے رمضان تک) مر جائے تو اللہ کے حضور ﷺ میں اس کی کوئی نیکی، نیکی کی صورت میں قبول نہ ہو گی''(غنیۃ الطالبین:۳۵۸)

قیامت میں ایک بندہ لایا جائے گا کہ فرشتے اس کو مار رہے ہوں گے وہ حضور نبی کریم ﷺ کا سہارا ڈھونڈے گا، آپ ﷺ دریافت فرمائیں گے کہ اس کا کیا گناہ ہے، وہ کہیں گے کہ اس نے رمضان کو پایا تھا پھر بھی خدا کا نافرمان بنا رہا، حضور ﷺ اس کی سفارش کرنا چاہیں گے آپ ﷺ سے کہا جائے گا اے محمد ﷺ اس کا دعویدار تو رمضان ہے آپ ﷺ فرمائیں گے جس کا دعویدار رمضان ہو میں اس سے بری ہوں۔(نزہۃ المجالس:۳۴۵)

❀ **رمضان المبارک میں معمولاتِ مصطفیٰ ﷺ:**

اجمالی طور پر حضور اکرم ﷺ کے معمولات رمضان کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

- ✿ **صیام رمضان:** اس سے مراد ماہ رمضان کے دوران اپنے اوپر روزوں کی پابندی کو لازم ٹھہرا لینا ہے۔
- ✿ **قیام رمضان:** رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ تراویح تسبیح و تہلیل اور کثرت سے ذکر و فکر میں مشغول رہنا۔
- ✿ **ختم قرآن:** دورانِ ماہِ رمضان المبارک مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا معمول۔
- ✿ **اعتکاف:** رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ایام بہ نیت اعتکاف مسجد میں بیٹھنا۔
- ✿ **نماز تہجد:** سال کے بقیہ مہینوں کی نسبت رمضان المبارک میں نماز تہجد کی ادائیگی میں زیادہ انہماک اور ذوق و شوق کا مظاہرہ۔
- ✿ **صدقہ و خیرات:** حضور نبی کریم ﷺ اس مہینے میں عام مہینوں کی نسبت صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کیا کرتے تھے۔

❀ **رمضان المبارک میں سحر و افطار کی اہمیت:** رمضان المبارک میں پابندی کے ساتھ سحری و افطاری بے شمار فیوض و برکات کی حامل ہے۔

حضور ﷺ روزے کا آغاز سحری کھانے سے فرمایا کرتے تھے۔اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے''

(بروایت حضرت انسؓ، بخاری شریف حدیث: ۱۸۲۳)ایک دوسری روایت میں حضورﷺ نے اہل کتاب اور مسلمانوں کے روزے کے درمیان روزے کے مابین فرق کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے" (بروایت حضرت ابو قیسؓ، صحیح مسلم، حدیث:۱۰۹۶)

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا "سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ کیا کرو" (مسند احمد بن حنبل، ۳:۱۲) پھر فرمایا "اللہ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہیں" (مسند احمد بن حنبل، ۳:۱۲)

❀ **حضورﷺ کا معمولِ افطار:** حضورﷺ اکثر کھجور سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ اگر وہ میسر نہ ہوتیں تو پانی سے افطار فرمالیتے۔ (کھجور سائنسی فائدے صفحہ نمبر 7 پر۔)

حضرت سلیمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے کیونکہ پانی پاک ہے" (جامع الترمذی:۶۵۷)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا "مومن کی بہترین سحری کھجور ہے" (سنن ابی داؤد، حدیث:۲۳۴۵)

ہمارے ہاں اکثر و بیشتر افطاری کے وقت عجیب مضحکہ خیز صورت نظر آتی ہے یہ ہماری مجلسی زندگی کا خاصہ ہے، جو الاماشاءاللہ افراتفری، بدنظمی اور ذہنی انتشار کی آئینہ دار ہے۔ اس کی ایک جھلک افطاری کے وقت بھی نظر آتی ہے۔ ادھر مغرب کی اذان بلند ہوئی اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامہ شروع ہو گیا اور افطاری کے لیے بھاگم دوڑ مچ گئی۔ کوئی جلدی سے کھانے کی طرف لپک رہا ہے اور کلی کر کے مسجد کی طرف بھاگ رہا ہے، مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے فوراً بعد مغرب کی نماز کھڑی ہو گئی، اس افراتفری میں افطاری کرنے والوں میں سے کسی کو دوسری رکعت ملی کسی کو آخری رکعت میں جماعت ملی، بدنظمی اور عدم توازن پر مبنی یہ صورت حال ہماری کج فہمی کی پیداوار ہے۔ نماز کا وقت اتنا بھی تنگ نہیں جتنا ہم سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ دس پندرہ منٹ افطاری کے لیے دیں اور پھر اطمینان اور یکسوئی سے نماز مغرب باجماعت ادا کریں۔ اتنا وقفہ کرنے سے نماز مکروہ نہیں ہو گی۔ فقہی اعتبار سے نماز مغرب کا وقت گرما و سرما کے موسموں کے فرق کے پیش نظر سوا گھنٹہ سے ڈیڑھ گھنٹہ تک رہتا ہے۔ یہ اس کی آخری حد ہے اور اس کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مناسب اور احسن بات یہی ہے کہ چند منٹوں کے توقف کے بعد نماز مغرب کا باجماعت اہتمام کیا جائے تاکہ سب مسلمان آسانی سے شاملِ جماعت ہو سکیں۔

❀ **تراویح کی شرعی حیثیت** نماز تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرتﷺ نے نماز تراویح مسجد میں باجماعت، اور انفرادی طور پر گھر میں بھی ادا فرمائی۔ اس کا باجماعت ادا کرنا فرض کفایہ ہے۔ بصورت دیگر موجودہ نماز تراویح خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے جس نے اجماع امت کا درجہ اختیار کر لیا ہے۔

❀ **تراویح کا لغوی مفہوم** تراویح کا لفظ "تراویحہ" کی جمع ہے۔ جس کا مادہ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق "**راحت**" ہے۔ اگر تراویح کو راحت و آرام کے معنی میں لیا جائے تو اس سے مراد وہ نماز ہو گی جسے آرام و اطمینان اور سکون سے ادا کیا جائے۔

لفظ تراویح کے ان لغوی معانی پر غور کر کے اگر ہم آج اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں تو ہماری نمازِ تراویح کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح نظر آئے گی گویا کوئی دشمن اپنی کمیں گاہ سے ہم پر حملہ کرنے کے لیے تیار بیٹھا ہو اور ہم انتہائی عجلت میں نماز تراویح سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھروں کے عافیت کدوں کی طرف جانا چاہتے ہیں اور تو اور نیند کے دامن میں سب دوچار ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ طریقہ نماز تراویح کے معنوں سے ہرگز موافقت نہیں رکھتا۔

عربی لغت میں تراویح منتہی الجموع ہے جس سے بڑھ کر کوئی جمع نہیں ہوتی اور اس کا واحد ترویحہ ہے جس سے مراد وہ وقفہ ہے جو چار رکعت ادا کرنے کے بعد تسبیح و ذکر کے لیے رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بیس رکعت تراویح میں چار ترویحے ہوتے ہیں۔ اگر بیس رکعت کے بعد وتر کی نماز سے پہلے توقف کیا جائے تو کل پانچ ترویحے بنتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ حضورﷺ چار ترویحے نماز کے اندر اور پانچواں ترویحہ وتروں سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ترویحے خواہ چار ہوں یا پانچ ان کا مقصد یہ ہے کہ روزے دار اس طرح بالاہتمام زیادہ سے زیادہ قیام اور عبادت ذوق و شوق سے کر سکیں اور رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے مستفید ہو سکیں۔

رمضان المبارک میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جتنا قیام تنہا اس مہینے میں کیا جاتا ہے وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اسی مناسبت سے اسے قیام رمضان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ کی حکمت یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک میں راتوں کی زیادہ سے زیادہ ساعتیں اس کے حضور عبادت اور ذکر و فکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے۔ لیکن ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم مختلف مساجد میں حفاظ کی رفتار تلاوت جانچتے ہیں اور اس مسجد میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں جس میں نماز سے جلد فراغت ہو سکے۔ ہم اس حقیقت سے صرفِ نظر

کر لیتے ہیں کہ قیام رمضان کا تقاضا ذکر و استغفار کی کثرت اور ذوق و شوق سے عبادت اور یاد الٰہی میں انہماک و استغراق ہے۔ رمضان المبارک کی رات کی ہر ساعت اپنی فضیلت اور قدر و منزلت کی حامل ہے کہ ہمارے لیے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم تراویح کی چار رکعتیں ادا کرنے کے بعد ایک مختصر وقفے کے لیے حالت تشہد میں رکتے ہیں اور تیزی سے تمام تسبیحہ کے چند کلمات پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دو رکعت تراویح کی نیت سے شامل نماز ہو جاتے ہیں جس میں امام نے قرأت کو جہاں چھوڑا تھا، شروع کر کے ایک مخصوص و متعین حصہ قرآن کا ختم کرتا ہے۔ اس سارے عمل میں قیام و سجود کے بعد ہم بمشکل آدھ منٹ تسبیح تراویح کے لیے نکالتے ہیں۔

❀ **نماز تراویح کا صحیح و مناسب طریقہ** یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرنے کے بعد تراویح میں کم از کم اتنا وقت ضرور تسبیح و ذکر میں گزاریں جتنا وقت چار رکعتوں کی ادائیگی میں صرف ہوا ہے۔ صرف ایک ہی تسبیح کا مخصوص کر لینا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کسی کو وہ یاد نہ ہو تو وہ کوئی بھی تسبیح و استغفار، درود یا چند قرآنی آیات جو یاد ہوں پڑھ سکتا ہے اگر کچھ بھی یاد نہ ہو تو محض خاموش بیٹھے رہنا بھی شامل عبادت تصور ہو گا۔

رمضان المبارک کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ ترویحہ میں خاموشی سے بیٹھنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ آرام و سکون سے بیٹھنے کے بغیر ترویحے کا عمل اپنی روح کے اعتبار سے نامکمل رہتا ہے۔ البتہ ہماری عجلت پسندی جو تیزی سے اٹھنے بیٹھنے سے عبارت ہے تراویح کی روح کے منافی ہے۔

مقام افسوس یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی معاملات و عبادات میں ہمارا شغف اور جوش و ولولہ مضمحل اور کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ دور دراز سے بڑی جامع مسجد میں جوق در جوق نماز تراویح کے لیے چلے جاتے تھے۔ لیکن آج ہمارے قدم مشکل سے مسجد کی طرف اٹھتے ہیں اور ہمارے ذہن میں رجحان غالب ہوتا ہے کہ نماز تراویح سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ نماز تراویح محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنا محاسبہ کریں اور تراویح کے دوران زیادہ سے زیادہ تسبیح، ذکر و استغفار اور حضور ﷺ کی ذات پر درود و سلام بھیجیں اور خشوع و خضوع سے بارگاہ خداوندی میں اپنی گردن جھکا کر صدق دل سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

❀ **فضائل اعتکاف:** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے (بخاری و مسلم) حضرت امام عالی مقام نواسہ رسول سیدنا امام حسین ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو ایسا ہے کہ جیسے دو حج اور دو عمرے کئے" (بیہقی شریف)

ماہ رمضان میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے رمضان میں ایک شبانہ روز خوشنودیٔ الٰہی کے لیے دکھلاوے اور ریاکاری کے بغیر اعتکاف کیا اس کو تین سو شہدائے معرکہ کا ثواب ملے گا" (انیس الواعظین: ۲۸۶)

نماز قضائے عمری

جمعۃ الوداع میں نماز قضا عمری پڑھیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص، اور ایک ایک بار سورۃ فلق اور سورۃ ناس پڑھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں قضا کر کے پڑھی ہوں گی ان کے قضا کرنے کا گناہ ان شاء اللہ معاف ہو جائے گا۔ یہ نہیں کہ قضا نمازیں اس سے معاف ہو جائیں گے، وہ تو پڑھنے ہی سے ادا ہوں گی۔ (اسلامی زندگی: ۱۰۹)

ماہ رمضان میں اعتکاف کرنا فرض کفایہ ہے لہٰذا محلے میں سے ایک بھی شخص اعتکاف پر بیٹھے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا ورنہ سب کو گناہ ہو گا۔

❀ روزے کے احکام و مسائل

❀ **شرائط:** روزہ جن شرائط کے ساتھ فرض ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

① مسلمان ہونا، ② عاقل ہونا، ③ بالغ ہونا،

④ تندرست ہونا، ⑤ مقیم ہونا، ⑥ عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

❀ **کس حالت میں روزہ فرض نہیں:**

① پاگل پر، ② بچے پر ③ بیمار (ان تینوں پر قضا نہیں)۔

④ مسافر پر حالت سفر میں، ⑤ حائضہ ⑥ دودھ پلانے والی مائیں، حاملہ (روزہ معاف نہیں بعد میں قضا کرنے ہوں گے۔)

❀ **روزہ توڑنے والی چیزیں:**

- جان بوجھ کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر بھول کر کھا پی لیا، جمع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ہر قسم کی تمباکو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- دانتوں کی رکی ہوئی چنے کے برابر یا اس سے کم چیز نکال کر کھا لی تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

- نتھنوں میں دوائی چڑھائی، یا کان میں تیل ڈالا یا دوائی، تیل غیرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔
- لیکن سادہ پانی اگر کان میں چلا گیا، اس سے کلی وغیرہ چاہے کثرت سے کر لیں بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- بلا قصد بھی اگر کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ نہ رہا۔
- قصداً منہ بھر کے قے کی تو روزہ ٹوٹ گیا، بلا اختیار اور بلا قصد قے ہو گئی تو:
  - اگر منہ بھر کر قے ہوئی اور کوئی قطرہ واپس حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
  - اگر منہ بھر قے نہ ہوئی اور اس کے چند قطرے واپس چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- خون تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلا گیا اور خون تھوک پر غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔
- منہ میں کوئی ایسی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک پر اس چیز کا رنگ غالب آ گیا، اور وہ تھوک نگل لی تو روزہ جاتا رہا۔

نوٹ: ماہِ رمضان میں اگر اتفاق سے کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی کچھ کھائے پیئے نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

❀ روزہ کے مکروہات

- جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنا یا کسی کو تکلیف دینا۔
- روزہ دار کا کوئی چیز بلاوجہ زبان پر رکھ کر چبانا یا چبا کر اگل دینا۔
- قولاً عملاً، جنسی رغبت اور شہوانی جذبات برانگیختہ کرنے والے امور۔
- روزہ کی حالت میں ناک میں پانی چڑھانے یا کلی کرنے میں مبالغہ کرنا۔
- پیاس کی حالت میں پانی کے غراغرے کرنا کیونکہ اس صورت میں روزہ ضائع ہونے کے قوی امکان ہیں۔

علاوہ ازیں غسل کرنا، ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنا، کلی کرنا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، بدن پر تیل ملنا، خوشبو لگانا یا سونگھنا مکروہاتِ روزہ میں شمار **نہیں** ہوتے۔

واقعات بسلسلہ رمضان المبارک

وصال	سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ	۳رمضان المبارک ۱۱ھ
وصال	حضرت بو علی شاہ قلندرؒ پانی پتی	۱۳/۹ار مضان المبارک ۷۲۴ھ
فتح مکہ		۱۰رمضان المبارک ۸ھ
محمد بن قاسمؒ نے راجہ داہر کو شکست دی		۱۰رمضان المبارک ۹۳ھ
وصال	ام المؤمنین حضرت عائشہؓ	۱۷رمضان المبارک ۵۷ھ
شہادت	حضرت علی المرتضیٰؓ	۲۱رمضان المبارک ۴۰ھ
وصال	امام بخاریؒ	۳۰رمضان المبارک ۲۵۶ھ
وصال	حضرت عباسؓ	رمضان المبارک
وصال	حضرت حسان بن ثابتؓ	رمضان المبارک ۵۴ھ
وصال	حضرت امیر خسرو دہلویؒ	رمضان المبارک ۷۲۵ھ

وصال	مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خانؒ	۳رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ
وصال	سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ	۱۰رمضان المبارک ۱۰ نبوی
وصال	حضرت ام ایمنؓ	۱۰رمضان المبارک ۱۱ھ
وصال	داتا شاہ جمال نوریؒ گوجرانوالہ	۱۵رمضان المبارک
غزوۂ بدر بروز جمعۃ المبارک		۱۷رمضان المبارک
قیام پاکستان (جمعۃ المبارک، شب قدر)		۲۷رمضان مبارک ۱۳۶۶ھ
وصال	حضرت رقیہؓ بنت رسول ﷺ	رمضان المبارک ۲ھ
وصال	ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ	رمضان المبارک ۵۹ھ
وصال	حضرت رابعہ بصریؒ	رمضان المبارک ۱۳۵ھ

اسلامی معاشرے میں خواتین کا کردار

جب یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی تو اس وقت سے عورت معاشرے کا لازمی جز قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد حضرت حوا کو ان کے لیے پیدا فرمایا تاکہ تخلیق نسل انسانی کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ چنانچہ ہر دور میں تقاضوں کے مطابق خواتین اپنے فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔ عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں ان دونوں کا برابر حصہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا" (النساء)

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عورت معاشرے کا ایک ناگزیر عنصر ہے۔ جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح و بقا کا انحصار تقریباً اس نوع کی حیثیت پر ہے۔ اسلام جو کہ ایک نظام حیات اور انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے اس مسئلہ پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔

انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام نے عورت کو ہر معاملے میں مستقل تشخص عطا کیا کسی اور مذہب میں عورت کو یہ درجہ عطا نہیں کیا گیا۔ اسلام عورت کے متعلق دوسرے تمام مذاہب کے غلط تصورات کو باطل قرار دیتا ہے۔۔۔ اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد عورت دونوں کی محتاج ہے قدرت دونوں صنفوں سے کام لینا چاہتی ہے ان سے کسی ایک صنف کا ظلم پوری انسانی زندگی کے لیے فساد کا باعث بن جائے گا۔ قران پاک میں جو اصول بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق انسان کی فلاح کا دار و مدار ایمان و عمل پر ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں نازک آبگینوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں یعنی خواتین کے بارے میں تم میں سے بہتر وہ ہے جو ان کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ رہنے والا ہو اور تم میں سے بدبخت وہ ہے جو ان کے ساتھ اہانت سے پیش آتا ہے۔ حقوق و فرائض اور آزادی قول و فعل میں دونوں مساوی ہیں اگر ان دونوں میں کوئی فرق ہے تو فوقیت عورت کو ہی حاصل ہے اس کے لطیف احساسات نزاکت طبع اور بھاری ذمہ داریوں کے باعث۔"

اسلام نے عورت کی قدر و منزلت کے صرف دعوے ہی نہیں کئے بلکہ علم، عمل، تدبیر، بہادری، شجاعت میں، تہذیب و تمدن میں اپنی و عملی حیثیت سے مردوں کی صف میں حضرات صدیقؓ، فاروقؓ اور حیدرؓ جیسے مجموعہ حسنات کو اس نے ہدایات کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا تو عورتوں کی جماعت میں اس نے حضرت عائشہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت فاطمہؓ، جیسی خواتین کو از حد تقویٰ، نیکی اور پارسائی عمل کے قابل تقلید نمونے بنا کر اقوام عالم کے روبرو عبرت و بصیرت کی غرض سے پیش کیا۔

اسلام نے بحیثیت مجموعی عورت کو سربلند کرنے میں بڑا اہم کارنامہ انجام دیا ہے اور اس نے اسے انسانی و اخلاقی، معاشی، قانونی اعتبار سے مردوں کے مساوی قرار دیا ہے۔ قرآن و سنت نے خواتین کی فکری اصلاح کے ساتھ ساتھ اخلاق و عمل کی اصلاح پر بھی زور دیا ہے اور وہ تمام آداب سکھائے جو اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بننے کے لیے ضروری ہیں۔۔۔ خواتین کا بالخصوص خیال رکھا گیا ہے کہ وہ عزت و حیا کے ساتھ زندگی گزاریں اور کتاب و سنت کی پیروی کو اپنا شعار بنائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا کر ناز و انداز کا اظہار کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہونگی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور دور تک پھیلی ہو گی۔

عورت کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ بے شرم اور بے باک نہ ہو بلکہ نظر میں حیا رکھتی ہو۔۔ دراصل اسلام یہ چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی خواتین دین و اخلاق کا مجسمہ ہوں۔۔ اسلامی رو سے عورت بھی معاشرے کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔۔ ورنہ ان کی بداخلاقی اور بدکرداری پورے معاشرے کو جہنم میں بدل سکتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات پر خواتین اگر صحیح طریقے سے عمل کریں تو ایک ایسا معاشرتی نظام وجود میں آ سکتا ہے جو مکمل طور پر سکون، باوقار اور مستحکم ہو۔۔ غرضیکہ اسلام نے خواتین کو صحیح مقام دلا کر اور اس کا دائرہ کار متعین کر کے انسانیت کو مختلف فسادات سے بچا لیا ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے عملی طور پر عورت کو وہ عزت بخشی کہ دنیا دیکھ کر دنگ رہ گئی لیکن ان کو شیشے کے آبگینے کہہ کر سائبان کو اونٹ آہستہ ہانکنے کی ہدایت دی۔ اپنی بیوی، طلاق

یافتہ، بعض ضعیف اور ناتواں بیویوں سے اعلیٰ سے اعلیٰ سلوک کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ عورت کی عزت کیسے کی جاتی ہے۔

معاشرے کی تشکیل میں مرد اور عورت کے کردار کو انسانی تاریخ میں کبھی بھی جدا حیثیت حاصل نہیں رہی۔۔ مرد پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو ادا کرنے کے لیے وہ عورت کے تعاون کا ازل سے محتاج رہا ہے اور عورت اپنی زندگی میں جن فرائض کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے۔ انہیں وہ مرد کے تعاون سے ہی ادا کرتی رہی ہے۔ اور اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی یہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

مغرب کا ذکر آج ہمارے ہاں فخریہ انداز سے کیا جارہا ہے اور جس سے متاثر ہو کر مسلمان آزادی نسواں اور مساوات مرد وزن کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ اس کے عورت کو آزاد کرنے اور مرد کے برابر لانے کا مقصد مرد کی عیش پرستی تن آسانی اور اس کی مادہ پرستانہ ہوس کو تقویت اور تسکین فراہم کرنا تھا۔۔۔ اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب میں عورت ایک ناپاک حقیر اور ذلیل مخلوق تصور کی جاتی رہی ہے۔۔۔ اور اس کو بیرونی معاشرہ تو کیا خود گھر کے اندر بھی ادنی غلاموں جیسے حقوق بھی حاصل نہیں رہے ہیں لیکن آج وہی مسیحی یورپ ہے جو عورتیں کے حقوق کے سب سے بڑے علم برداروں کی حیثیت سے مسلم دنیا پر آوازیں کسنا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ اسلام عورت کو گھر میں اس لیے قرار پکڑنے کو کہتا ہے کہ وہ حقیقت سے قریب تر واقعات کو پیش نظر رکھتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛ ترجمہ: " اپنے گھروں میں وقار سے بیٹھی رہو اور قدیم دور جہالیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔"

اسلام عورت کو گھر کی ملکہ مختار کل اور بچوں کو نگہبان قرار دیتا ہے۔ شوہر کی وفاداری پر جنت کی ضمانت دیتا ہے اور اس کے قدموں تلے جنت رکھتا ہے۔۔ مردوں پر کسب معاش کی ذمہ داری ڈال کر باہر کی پر ہنگام دنیا کے نت نئے جھمیلوں، فسادات اور آزمائشوں سے اس کو صاف بچالے جاتا ہے اور ہر حال میں مرد ہی کو اس کا کفیل ٹھہراتا ہے۔ اسلام کے نظام رحمت کی دلیل تو یہ امر ہے کہ عورت جب بیٹی ہوتی ہے کہ تو باپ اس کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ بیوی ہے تو شوہر اس کے اخراجات برداشت کرتا ہے۔۔ ماں ہے تو بیٹا اس کا سرپرست ہوتا ہے۔ ہر حال میں اس کا حق مرد پر مقدم رکھا گیا ہے۔ تنگی کے حالات میں اسے فکر مند ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی کہ وہ روٹی، کپڑا، اور مکان میں ہر ایک کی نظروں کی کھٹکتی رہے۔۔ کبھی کسی کے لیے محنت کرے اور کبھی کسی کی خاطر جان گھلاتی رہے۔

آزادی نسواں کے نعرہ کا مقصد نہ صرف مسلمان عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی عزت و ناموس اور دین و ایمان کو مستقل خطرہ بھی مبتلا رکھنا بھی ہے۔ ایسے شعبہ جات سلطنت جو مردوں کے لیے مخصوص ہیں ان میں عورتوں کو ملوث کرنے کا نتیجہ بے حیائی اور برائی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔ اخلاقی قیود اور قانونی بندشیں بھی انسانی فطرت کی ان خامیوں کی تطہیر اور تزکیہ میں ناکام رہتی ہیں جو اس کے وجود کے ساتھ لازم ہوں۔۔ ایک بھیڑ کو شیروں کے کچھار میں دھکیلنے کا لازمی نتیجہ اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔۔ اسی طرح مردوں کے ساتھ چوبیس گھنٹے میں سے ایک کثیر حصہ گزارنے کا نتیجہ یقیناً بے حیائی کی صورت میں نکلے گا۔

عورت بظاہر کماتی ہے مگر اس کی اس نئی ذمہ داری نے اس کو مکمل طور پر محتاج اور بے بس کر دیا ہے۔ عورت اپنی جسمانی ساخت اور فطری عوارض کے باعث کمزور ہے اور اس سے مردوں جیسے مشقت کا کام لینا انسانیت نہیں ظلم ہے۔۔ افسوس کہ ہمارے معاشرے کی مغرب زدہ عورت کی آنکھوں پر اب بھی پردے پڑے ہیں۔ تعجب اس امر پر ہے کہ عورت جو چند گھریلو فرائض اور شوہر کی معمولی درجہ کی خدمت پر راضی نہیں جو گھر کی چار دیواری کو اپنے آپ کے لیے قید خانہ محسوس کرتی ہو۔۔ جو شوہر کی معمولی ڈانٹ ڈپٹ اور ناراضگی کو غصب حقوق تصور کرتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی عزت اور وقار کو سکون کی بجائے وجہ ظلم جانتی ہو تو کیا وہ پورے معاشرے کے پیچیدہ نظام کے دھاگے کی طرح بنُے جانے اور اپنی شخصیت کے نسوانی خدوخال کے مسخ کیے جانے پر رضامند ہو سکتی ہے۔۔؟ چار دیواری کو قید خانہ سمجھنے والی ہستیاں دفتروں، کارخانوں اور ہسپتالوں میں سخت قواعد اور ضوابط کی پابندیوں اور تھکا دینے والی مشقت کی کیوں کر اہل ہو سکتی ہے۔

اسلام عدل و انصاف فراہم کرتا ہے اور اس کا یہ معیاد ازل سے ہے۔ اسلام عورت کو مرد کے مقابلے میں نہیں لاتا بلکہ عورت اور مرد کو تعاون اور اشتراک کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔۔ اور عورت کو جس قدر عزت اسلام دیتا ہے کسی اور مذہب میں اس کا تصور بھی نہیں ہے۔ اسلام عورت کو گھر کی سربراہی سونپ کر ان تمام فتنوں کا شروع ہی سے سدباب کر دیتا ہے کہ عورت ایک قابل تجارت ہستی بن کر رہ جائے۔ اس کا احترام اس سبب سے نہ ہو کہ وہ عورت ہے،

ماں، بیوی، بیٹی یا بہن ہے بلکہ اس وجہ سے ہو کہ وہ کماتی ہے، شوہر اور بچوں کو پالتی ہے، دفتری امور میں حصہ لیتی ہے۔اسے چند پیسوں کے عوض اپنے دین و ایمان اور عزت و ناموس کا سودا کرنے پر ابھارا جا سکتا ہے۔وہ گلیوں اور بازاروں میں پھرتی ہے۔یہ سب وہ امور ہیں جن کا مطلب نظام حیات کے تسلسل کو درہم برہم کرنا ہے۔

عورت کو ان مسائل اور چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلام ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔۔ مغرب کی تھکی ہاری اور درماندہ منزل عورت آج اسلام کی طرف حسرت سے تک رہی ہے اور مشرقی خاتون اور مسلم عورت مغرب کو رشک سے تک رہی ہے۔۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی بہترین تمام اشیاء عارضی فائدہ مند ہیں اور دنیا کی بہترین فائدہ اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا ایک فائدہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔عورت کی ایک اور امتیازی خصوصیت تو یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا پیغام نبوت سن کر پوری کائنات میں سب سے پہلے ایمان لانے والی بھی عورت ہی تھی یعنی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

کاش ہم تہذیت مغرب کی بجائے مدنی تہذیب کی تقلید کرتے اور انسانیت اور اسلام کے ایک خوب صورت جوہر کو گردش زمانہ کی نذر نہ ہونے دیتے۔۔ دراصل اسلام ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہو جو تحفظ عصمت کو اپنی زندگی کا بنیادی جز قرار دیں۔

عورت نے بے پردہ ہو کر اپنا مقام خود گرایا ہے۔اور آج اس صنف نازک کا وہی حشر ہوا ہے جو اسلام سے پہلے دور جہالت میں ہوتا تھا۔اسلام نے تو عورت کو اونچا مقام دیا تھا۔اس کے چھینے ہوئے تقدس کو بحال کیا تھا مگر بے پردہ عورتیں اسلام کے اس احسان کو فراموش کر گئیں۔۔۔بے پردہ ہوئیں تو اپنی قدر، تقدس، آبرو عصمت تک کو کھو دیا، چراغ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن گئیں دراصل اس زمانے سے حیا اٹھتی جا رہی ہے اور جب حیا جاتی رہتی ہے تو ایمان بھی چلا جاتا اور جب ایمان اٹھتا ہے تو انسان حیوان بن جاتا ہے۔جو جی کرتا پھرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''حیا اور ایمان دو ہم نشین ہیں پس ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔'' آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''عورتیں ریاست کا ستون ہیں اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہے اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب ہوگی۔''

ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہیئے ہمیں۔اپنا احتساب خود کرنا ہوگا محاسبہ سے معلوم ہوگا کہ ہم حسان فراموش ثابت ہو رہے ہیں کہ الامان الحفیظ۔۔۔ آج کی عورت تو چہرے، مہرے، لباس، عادات ،اخلاقیات، ایمان اور حیا کے کسی بھی پہلو سے نبی کریم ﷺ کی تربیت یافتہ نہیں معلوم ہوتی۔۔ حضور اکرم ﷺ نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ''بدگمانی مت کرو کیونکہ بدگمانی بہت بری بات ہے، عیب جوئی مت کرو، چھپ کر باتیں مت کرو، فخر نہ کرو، حسد نہ کرو، کینہ نہ رکھو، اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑو، حیا تمہارا زیور ہے، حیا اور ایمان دونوں کی حفاظت کرو، بلاضرورت اپنے گھروں سے نہ نکلو۔''

بہر طور یہ حقیقت ہے کہ مشرق ہو یا مغرب نظام حیات کے لیے وجہ تسکین اسلام ہی کا نام ٹھہرے گا۔آج کے حالات عورت سے اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ وہ مغرب کے منافقت اور تعصب پر مبنی نظریات اور نعرۂ باطل پر کان دھرنے اور توجہ دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو پیش نظر رکھے اور سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کرے اور اپنا موثر کردار ادا کرے۔اپنے آپ کو بہترین انداز سے تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق ڈھال لے اور اسلامی حدود میں رہتے ہوئے اگر چند تکالیف اور مصائب بھی برداشت کرنا پڑیں تو ان کو بخوشی کرے۔۔

اسلام جو حقوق عورت کو عطا کرتا ہے ان سے بغاوت کر کے عورتیں اپنے ناشکرے پن کا ثبوت نہ دیں۔اور جن منکرات اور فواحش سے اسلام روکتا ہے ان پر پریشان ہونے اور فکرمندی کے ساتھ غور کرنے کی بجائے مغربی معاشرے میں اندرون خانہ جو ہنگامے برپا ہیں ان کا حال کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں تو گناہ کے وہ جزیرے، بے چین اور بے سکونی کے وہ آتشفشاں اور معصوم پھولوں کی وہ قتل گاہیں شعور انسانی کو تڑپانے اور لرزانے کے لیے بہت کافی ہیں جو آج مغربی معاشروں میں جابجا نظر آتے ہیں۔

مغرب کے اسٹیج پر عورت کا کردار عبرت کے لائق تو ہو سکتا ہے لیکن کسی تقلید کے لائق ہرگز نہیں۔! کیونکہ جن حقائق سے انسان عبرت حاصل کرتا ہے ان پر عمل پیرا ہونے کی وہ کبھی غلطی کر چکا ہوتا ہے اور عورت کو زائد حقوق دلانے والے اب اپنی ہی آگ میں سلگ رہے ہیں مگر مسلمان عورت آج بھی اسلام میں ویسے ہی محفوظ ہے جیسے کبھی تھی قرآن پاک اور سنت کے احکامات اس کو وہ مقام عزت اور وہ باوقار معیشیت عطا کرتے ہیں جن کے خواب بھی باطل اور نظام کے دانشور نہیں دیکھ سکتے۔

خاندانی نظام میں شوہر، بیوی اور اولاد کی ذمہ داریاں

قرآن نے خاندان کی تنظیم کے لئے اپنا ایک قانون بیان فرمایا ہے اور اس خاندان میں تین رشتوں شوہر، بیوی اور اولاد کو ایک دوسرے سے جوڑ کر ان کے اوپر کچھ ذمہ داریاں ڈالی ہیں

مرد کی ذمہ داری

اس خاندان کی سربراہی کا منصب مرد کو دیا گیا ہے اور اس ہی منصب کی وجہ سے ذمہ داری کا بوجھ بھی زیادہ تر مرد کے ہی کاندھوں پر ڈالا گیا ہے

*اسلام میں کما کر گھر چلانے کی ذمہ داری صرف مرد پر ڈالی گئی ہے اور اسے اس وجہ سے ہی گھر کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے ''مرد افسر ہیں عورتوں پر۔''(النساء34) اور یہ ہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر بیوی پر شوہر کو ایک درجہ زیادہ دیا گیا ہے، اگر عورت کمائے تو گھر چلانا اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ قرآن نے سورہ النساء میں واضح کر دیا ہے کہ "اور اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ ان (دو یا دو سے زیادہ بیویوں) کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو" (النساء3)

*شوہر کی وراثت میں عورت کا حصہ مقرر فرما دیا گیا ہے (النساء11-12)

بیوی اگر ناپسند ہو تو: اور ان سے بھلے طریقے کا برتاؤ کرو، اس لئے کہ وہ تمھیں پسند نہیں ہیں تو ہو سکتا ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اسی میں تمھارے لئے بہت بڑی بہتری پیدا کر دے (النساء19)

اس سے واضح ہے کہ جب ناپسندیدگی کے باوجود اللہ تعالی کا مطالبہ یہ ہے، تو عام حالات میں بیوی کے ساتھ کوئی غلط رویہ اللہ کی کس قدر ناراضگی کا باعث ہوگا۔

*آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا : "عورتوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر بھی ان کے حقوق ہیں۔ سنو! اور ان کا حق یہ ہے کہ (اپنی استطاعت کے مطابق) انھیں اچھے سے اچھا کھلاؤ اور اچھے سے اچھا پہناؤ"۔(ابن ماجہ، رقم 1851)

شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کے حقوق: "اور تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، ان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے گا اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں۔ ہاں اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں اور اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں کریں تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں "(240البقراء)*اور شوہر پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ مرنے سے پہلے وہ یہ وصیت کر کے جائے کہ بیوی کو ایک سال تک گھر سے نکالا نہ جائے گا اور سال بھر تک اس کے شوہر کی طرف سے مقرر کردہ رقم ادا کی جائے گی یہ مہلت اس لئے دی گئی ہے تاکہ عورت ایک سال میں اپنے لئے کوئی بہتر فیصلہ کر سکے۔ جس طرح مرد کے اوپر زندگی میں بیوی کا خرچ اٹھانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اسی طرح اس کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ مرنے کے بعد کے لیے بھی بیوی کے حق میں وصیت کر جائے

*<u>طلاق کے بعد عورت کے حقوق</u>

*"اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انھیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے، یہ حق ہے ان لوگوں پر جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں"(البقراء241)

*ہمارے ہاں عموما خیال کیا جاتا ہے کہ عورت کو طلاق دینے کے بعد شوہر پر اس کے کوئی حقوق نہیں رہتے مگر قرآن ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ اللہ نے شوہر پر یہ حق واجب کر دیا ہے کہ طلاق کے بعد شوہر عورت کو مہر کے علاوہ اپنی حیثیت کے مطابق کچھ دے کر رخصت کرے تاکہ وہ نئی زندگی شروع کر سکے۔

"جب عورتوں کو طلاق دے دو تو انھیں نقصان پہنچانے کے ارادے سے نہ روکو کہ ان پر زیادتی نہ کرو"(البقراء231)"اور تمھارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نے جو کچھ ان عورتوں کو دیا ہے (طلاق کے موقع پر) اس میں سے کچھ بھی واپس لو"(البقراء229)

*<u>حق مہر</u>: شادی کے بعد حق مہر دیا جائے گا۔(النساء24)

*حق مہر وہ ایک بڑی رقم ہوتی ہے جو طلاق ہونے کی صورت میں عورت کا سہارا بنتی ہے شرعی حق مہر کی آڑ میں اس حق کو غضب کر لینے والوں کو اللہ کے ہاں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

اگر تم نے ان کو طلاق ہاتھ لگانے سے پہلے دی تو مقررہ مہر کا نصف انھیں دینا ہوگا (البقراء236)"ایمان والو، تمھارے لیے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاو"(النساء19)

*یعنی عورتیں کوئی مال مویشی نہیں ہیں کہ جس کو میراث میں ملیں، وہ ان کو لے جا کر باڑے میں باندھ لے۔ ان کی حیثیت ایک آزاد ہستی ہے وہ اپنی مرضی کی مالک ہیں اور حدود الہی کے اندر اپنے فیصلے کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔

(بقیہ صفحہ:37)

اسلام میں جنسی تعلیم

کیا اسلام میں بچوں کو جنسی تعلیم کی ممانعت ہے؟ ان موضوعات پر بات کرنا کیوں منع (یا ناپسندیدہ خیال) کیا جاتا ہے؟ چند سوالات کے جوابات:

"تم حکم دو اپنی اولادوں کو نماز پڑھنے کا اس وقت جب انکی عمر سات سال ہو جائے اور تم مارو انکو نماز نہ پڑھنے پر جب انکی عمر دس سال کی ہو اور دس سال کی عمر کے بعد تم جدا کر دو انکے بستر۔" (رواہ أحمد و أبو داود)

کچھ سمجھ میں آتا ہے یہ حکم؟ بستر جدا کرنے کا جب بچہ دس سال کا ہو جائے؟ دس سال میں کتنی سمجھ ہوتی ہے بچے میں؟ لیکن حکم ہے تو حکم ہے اور جب بستر جدا کرنا ہے تو اس سے پہلے نماز بھی پڑھوانا ہے۔ یعنی اب مجھے کوئی یہ بتائے نماز پڑھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو نماز پانچ وقت اگر آپ پڑھنے لگتے ہیں تو نفس پر قابو پانے کا سلیقہ آجاتا ہے۔

آپ اپنے انتہائی ضروری کام کو نماز کے وقت چھوڑ دیں، اپنے تمام شوق کو حکم کے آگے بے بس کر دیں تو نفس پر قابو پالیا نا؟ یہ پریکٹس ہے جو سات سال کی عمر سے کروائی جارہی ہے بچے کو نفس پر قابو پانا سکھایا جارہا ہے، ابھی مارنا نہیں ہے صرف حکم دینا ہے عمل کرنے پر راغب کرنا ہے محبت سے نرمی سے جیسے آپ کو لگتا ہے بچہ کی نفسیات ہے ویسے کنونس کریں یہ آپ کا کام ہے۔ پھر نفس پر قابو پانے کا سلیقہ کیسے نہیں آئے گا؟

جب اس بچے کی گھٹی میں اول دن یہ بات بیٹھ گئی کہ حکم پہلے ہے اور خواہش بعد میں۔ پھر بھی نہیں سمجھتا تو دس سال بعد بچے کا جسم اس قابل ہوتا ہے کہ مار سہہ لے اس وقت عزت نفس بھی اتنی مضبوط نہیں ہوتی کہ مارنے پر اسکی عزت مجروح ہو جائے بچے کو قابو کیا جاسکتا ہے اور بالآخر جب یہ بات سمجھ میں آجائے کہ حکم ماننا ہی ہے تو آگے کی زندگی آسان ہو جائے گی۔

اب اگلا حکم ہے بستر جدا کر دیں۔ کیوں؟ جنسی خواہشات سب سے پہلے لمس سے ہی بیدار ہوتی ہے۔ اس جدا کرنے میں کوئی شرط نہیں کہ لڑکی اور لڑکے کے بستر جدا کیے جائیں بلکہ دو لڑکے یا دو لڑکیوں کو بھی ایک چادر میں سونے کی اجازت نہیں ہے۔

کتنوں کو معلوم ہے اس حکم کے بارے میں؟ لیکن نماز کا تو سب کو ہی معلوم ہے کون کون ہے جو سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کی طرف لائے اور دس سال پر مارے بھی اور بارہ سال پر باہر نکال دے؟ کتنے بچے ہیں جن کے والدین اس بات کی سختی کرتے ہیں کہ جب آپس کی لڑائی ہو تو ہاتھ پیر استعمال نہ کیا جائے؟ ہاتھ لگانے پر پابندی ہوتی ہے؟ جوان بہن بھائی بھی آپس میں ہاتھ پیر سے لڑتے ہیں۔ جبکہ دس سال کی عمر میں ساتھ لگ کر لیٹنے کی ممانعت ہے۔

گھر معاشرے کی اکائی ہوتا ہے تربیت کی شروعات کہاں سے ہوگی؟ جب گھر میں یہ عادت بن گئی کہ نفس پر قابو رکھنا ہے حکم ماننا ہے جب گھر میں ہاتھ لگانے سے رک گئے تو باہر ہاتھ لگائیں گے؟ نظریں جھکانے کا حکم بہت بعد میں آیا ہے۔

پہلی جنسی تعلیم تو یہی ہے کہ چھونے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک بچے کو آپ کیسے سمجھائیں گے؟؟ انکو چھونے کی اجازت ہی نہیں کہیں بھی کسی جگہ پر بھی اب آپ الگ سے کھول کھول کر پرائیویٹ پارٹس بتائیں یا نہیں بچے کو معلوم ہے کہ میرا پورا جسم پرائیویٹ پارٹس پر مشتمل ہے۔ بالغ بیٹی اور ماں بھی ایک چادر میں نہیں سو سکتی۔ باپ اور بیٹی کو ساتھ لگ کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی جوان بیٹا ماں کے گلے نہیں لگ سکتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ [التحریم:6] ترجمہ: " اے ایمان والو تم بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے جس کا ایندھن آگ ہے اور پتھر ہیں" کس بات پر اتنی سخت وعید ہے؟ کیسے بچائیں گے آپ اور میں؟

سورہ نور اور سورہ احزاب کا ترجمہ تفسیر کم سے کم ہر مرد و عورت کو پڑھنی چاہیے اس سے بہتر معاشرتی تعلیم کہیں ملے گی نہیں آپ کو۔ حکم ماننے پر دل کو راضی تو کیجیے گھر میں داخل ہونے تک کی اجازت لینی ہے۔ اور آپ کے بچے یا خدمت گار آپ کی اجازت کے بغیر کمرے میں داخل نہیں ہو سکتے یہ آیات انکو بہت توجہ سے پڑھیں پلیز۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (56) ترجمہ: اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ (57) ترجمہ: کافروں کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ ملک میں عاجز کر دیں گے، اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَآءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (58)

"اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردوں کے ہیں، ان کے بعد تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے، تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو، اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔"

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (59)

"اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں، اللہ اس طرح تمہارے لیے کھول کر احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔"

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ اللَّاتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (60)

"اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں، اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے"

اب آپ جنسی تعلیم تو دلوائیں گے لیکن جو جو باتیں مذید حکم دی گئی ہیں وہ بھی کریں گے ؟؟؟ نماز کا حکم ہے پردے کا حکم ہے ماننا ہے؟ کیا زیادہ زور لڑکوں کو مارنے اور نماز پر سختی کرنے کا نہیں دیا گیا؟ کتنے لوگ ہیں جو نماز نہ پڑھنے پر مارتے ہیں؟ کھانا بند کرتے ہیں؟ بہنوں کو بھائیوں کو ایک دوسرے کو مارنے سے ہاتھ لگانے سے منع کرتے ہیں؟

پھر لڑکی کو پردے کا حکم ہے تو بچپن سے سکارف اور ڈھکے چھپے لباس کی عادت کا بھی حکم ہے۔ کتنے لوگ ہیں ہم میں سے جو اپنی بچیوں کو بچپن سے ہی سات یا آٹھ سال کی عمر سے ہی مکمل کپڑے پہناتے ہیں اور وہ بھی سر ڈھکنے کے ساتھ؟

دوسروں کی نگاہوں سے اپنی بیٹیوں کو بچانے پر ہم تیار نہیں اپنے بیٹوں کو نفس پر قابو پانا سکھانے پر ہم تیار نہیں۔

پھر جب گھر میں ہی تربیت نہیں ہے تو دلوائیں جنسی تعلیم۔ اب تو بچے بچے کے ہاتھ میں انٹرنیٹ ہے کون سی ایجوکیشن ہے جو انکے پاس نہیں؟ ہمارے معاشرے میں تو یہ حال ہو گیا ہے کہ مائیں اولاد کے سامنے کپڑے بدل رہی ہوتی ہیں جوان بہنیں ایک ساتھ واش رومز استعمال کر رہی ہیں بھائی بہن کو بچپن میں ایک ساتھ نہلایا جا رہا ہے۔

پرائیویٹ پارٹس کی تعلیم آپ ایسے بچوں کو دینے کی بات کر رہے ہیں؟ اور اسلام نے جو قوانین بنائے ہیں ان پر چلیں تو گھر میں عورت کا پردہ الگ ہے اور باہر الگ۔

گھر میں بھی سر ڈھکے بغیر اپنے محرم مردوں کے سامنے نہیں پھرنا.

اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں، اللہ اس طرح تمہارے لیے کھول کر احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

کتنے ہم میں سے اپنے بچوں کو کہتے ہیں کہ اجازت کے بغیر ہمارے کمرے میں نہیں آنا؟ والدین کے بستر پر بغیر اجازت نہیں بیٹھنا ہے۔ یہ ادب سکھانے کا انداز بعد میں ہے ذرا غور کیجیے کہ یہ جنسی تعلیم پہلے ہے۔

کوئی کمی نہیں ہمارے پاس نہ حکم کی نہ تعلیم کی نہ تربیت کی۔

لیکن

"اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں مکمل اور نہیں پیروی کرو شیطان کے قدموں کی"

تو جب بھی اسلام کی بات کریں تو پہلے ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اسلام کو جو مکمل اپنائے گا وہی مکمل فائدہ بھی اٹھائے گا۔ اگر اپنی مرضی کے اصول بنا کر اسلام کی بات کریں گے تو نقصان بھی اٹھانے کے لیے تیار رہیں۔

سیدہ کائنات سردارِ خواتین جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

سیدہ کائناتؓ اس کائنات کی سب سے آئیڈیل خاتون ہیں۔ آپؓ کی ولادت باسعادت 20 جمادی الثانی اور وصال 3 رمضان المبارک ہے۔ سیدہ کائناتؓ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت بی بی فاطمہ زہرہ کی زندگی ہم سب خواتین کے لیے مثالی اہمیت کی حامل ہے۔ نہ صرف ایک مثالی بیٹی کی حیثیت سے بلکہ مثالی بیوی، مثالی بہو، مثالی ماں اور عزیز واقارب سے حسن سلوک میں مثالی کردار کے طور پر۔

سیدہ کائناتؓ مثالی بیٹی

بیٹی کی حیثیت سے سیدہ کائنات کا ذکر کرنے کے لیے آپؓ کے بچپن کے حالات بیان کرنا ضروری ہیں۔ سیدہ کا بچپن خوشگوار یادیں لیے ہوئے نہیں تھا۔ آپؓ کی ولادت نبوت کے پہلے سال ہوئی شروع میں تبلیغ اسلام خفیہ طور پر کی جاتی رہی۔ جب سیدہ فاطمہ الزاہرہؓ کی عمر ڈھائی سال ہوئی اس وقت اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی۔

جب آقا کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کو بت پرستی سے روکا ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دی، آخرت کے عذاب سے ڈرایا اور بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت عطا فرمائی ہے۔ صدیوں سے بت پرستی کرنے والے سب عزیز و اقارب دوست دشمن بن گئے۔ انہوں نے ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو اذیتیں دینی شروع کر دیں۔

ہمارے آقا کریم جان ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا فرماتے ہیں تو آپ ﷺ پر اونٹ کی اوجھڑی پھینکی جاتی سیدہ کائناتؓ معصوم بچی 5 یا 6 سال عمر جب معلوم ہوا فوراً ننھے ہاتھوں سے گند صاف کرتیں اور روئی جاتیں یہ بات سوچنے کی اور محسوس کرنے کی ہے ایک ننھی شہزادی جو اپنے باباجان سے بہت پیار کرتی ہیں۔ والد محترم سجدے میں ہیں اور اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کی کمر مبارک پر رکھ دی جاتی ہے ایسا منظر ایک معصوم بچی کے دل کو کتنا تڑپا گیا ہو گا۔ جب یہ ننھی شہزادی اپنے والد صاحب پر ہونے والے مظالم کو دیکھتی ہوں گی اپنی والدہ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کو اور اپنی بڑی بہنوں کو روتے ہوئے دیکھتی ہوں گی ان کے معصوم دل کو کتنی تکلیف ہوتی ہو گی۔ ابھی تو اور بھی مشکلات آنے والی تھیں۔ سیدہ فاطمہ الزاہرہؓ نے اپنے والد مکرم حضور اکرم ﷺ پر ہونے والے مظالم دیکھنے تھے۔ راستے میں کانٹے بچھانا، پتھر برسانا، کوڑا پھینکنا، جہاں تک ہو سکتا تھا ہمارے آقا کریم جان ﷺ کو تکلیف پہنچاتے تھے کفار۔

مشرکین مکہ نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مکمل معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کیا۔ حضرت ابو طالبؓ ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیتے رہے۔ ایسے وقت میں اپنے سارے خاندان کی حفاظت کے لیے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں رہنے لگے جسے شعب ابی طالب کہتے ہیں۔ یہاں کھانے پینے کا سامان کچھ میسر نہ تھا۔ 3 سال تک یہ محصورین درختوں کے پتے، جنگلی بُوٹیاں کھا کر زندگی گزارتے رہے۔ یہ بات لکھنا اور بولنا آسان ہے۔۔ لیکن 3 سال کوئی معمولی مدت نہیں۔۔۔! ہم اس طرح تین دن نہیں گزار سکتے۔ **ان محصورین میں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ اور تمام دنیا کی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمہؓ بھی شامل ہیں۔** جن مصائب کو کسی انسان نے نہ کانوں سے سنا ہو اور جن تکالیف کو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہو۔۔ قربان جائیں وہ 3 سال کا عرصہ امام الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ، آپ ﷺ کے اصحابؓ اور آپ ﷺ کے خاندان والوں نے نہایت صبر واستقلال سے گزارا۔

کیا آج کا مسلمان اتنا سچا، دین کے ساتھ مخلص ہے؟ یہاں تو تھوڑی سی مشکل آئے تو اللہ تعالیٰ سے ہی شکوہ شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ بہت بڑے بزنس مین بھی کوئی یورپ سے آجائے تو گوروں کی تعریف سن کر انہیں عظیم قوم کہنے لگ جاتے ہیں اور اپنے مسلمان ہونے اور پاکستانی ہونے پر شرم محسوس کرتے ہیں، یورپ والے ترقی کر گئے ہم پیچھے رہ گئے۔ یہ بات بڑے بڑے روساء میں سننے کو ملتی ہے۔ کیا ہمارے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات نہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ نور مجسم ﷺ کے امتی ہیں ہم ایک آزاد وطن سرزمین پاکستان کے شہری ہیں جسے مدینہ الثانی کہا گیا ہے۔ دنیا کتنی ہی ترقی کر لے ایک مسلمان کو اپنے آقا کریم جان ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کی تعلیمات کو نہیں بھولنا چاہیے۔ اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔ ایک محب وطن ہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔

یہاں سیدہ کائناتؓ کا معصوم بچپن کیسے گزرا یہ بتانا ضروری تھا۔ ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر ان ہستیوں سے راہنمائی لینے کی ضرورت ہے۔ (سیرت فاطمہؓ؛ ص 35) جب حضرت سیدہ فاطمہ الزاہرہؓ کی عمر 5 سال تھی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پیاری بیٹی کو درس توحید دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرتی ہیں اور لامحدود قدرتوں کا ذکر فرماتی ہیں تو ننھی شہزادی سوال کرتی ہے **"امی جان اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تو ہم دیکھ رہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود کیوں نظر نہیں آتا۔؟"**

اپنی معصوم مگر ذہین بیٹی کا سوال سن کر حضرت خدیجہ الکبریٰ ﷺ بہت خوش ہوئیں اور فرمایا کہ بیٹی اگر ہم دنیا میں نیک کام کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن اپنے دیدار سے نوازیں گے۔ جس بچی کو 5 سال کی عمر میں والدہ دیدار الٰہی کا شوق عطا کر رہی ہوں وہ ہستی کیوں نہ پھر ساری زندگی رب کی رضا میں گزارنے والی ہوں گی۔

میں کیوں قیمتی لباس پہنوں؟ سیدہ کائناتؓ اپنے والدین کو ہمیشہ سادہ لباس میں دیکھتی تھیں۔ خاندان میں شادی کے موقع پر حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے اپنی پیاری شہزادی کے لیے خاص لباس بنایا اور چاندی کے ننھے زیور بنوائے تو سیدہ فاطمہؓ نے پہننے سے انکار کر دیا کہ میں ویسا ہی لباس پہنوں گی جیسے بابا جان ﷺ اور آپؓ پہنتی ہیں۔ بچپن سے ہی فقیرانہ انداز۔۔ اس عمر میں بچوں کو اٹھنے بیٹھنے، بات کرنے کی تمیز نہیں ہوتی۔۔ یہ عظیم ماں باپ کی عظیم بیٹی اپنے بابا جان کے ہر عمل پر عمل کرنے والی یہ سیدہ کائنات ہی ہو سکتی ہیں۔ آج کی مائیں اتنی دنیا پرست، فیشن پرست ہیں کہ دو تین سال کی بچیاں ماؤں سے بڑھ کر میک اپ کی شوقین، سیلفی کا جنون یہ دور کہاں لے کر جا رہا ہے۔ یہ قوم اپنی پہچان کھو رہی ہے، مسلمان نے لباس میں حرکات میں غیروں کی تقلید کرتے کرتے اپنا اسلامی تشخص کھو دیا ہے۔ ایسی ناسمجھ مائیں بیاہ کر غیر مسلم ممالک میں چلی جائیں یا لڑکے لڑکیاں تعلیم کے لیے باہر چلے جائیں تو شلوار قمیص دور پھینکتے ہیں اور مغربی لباس پہننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ ماڈرن روشن خیال مسلم جن کی حالت دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ یہ خود پسند اور خود پرست نسل آگے بچے کیسے ہوں گے؟

سیدہ کائناتؓ کا نکاح

ہجرت مدینہ کے دو سال بعد جنگ بدر کے بعد جب مسلمانوں کی حالت قابل اطمینان ہو گئی حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزاہرہؓ کا نکاح کر دینا مناسب سمجھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دور اسلامی معاشرت کا ایک تابندہ و درخشاں دور تھا۔ اس دور میں شادیاں اسلامی نظام کا نمونہ تھیں۔ نہ زرق برق لباس، نہ زیورات کے انبار، نہ رقص سرور کی محفلیں نہ نمود و نمائش والا جہیز نہ بے پردہ خواتین نہ بے حیا مرد۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزاہرہ کی شادی اسلامی شادی کا مکمل نمونہ تھی۔ نکاح کے وقت سیدہ فاطمہؓ کی عمر مبارک 15 یا 18 برس تھی۔ حضرت علیؓ کی عمر 21 یا 25 سال مختلف روایات میں موجود ہے۔

حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر وحی کا آنا: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے کے آثار ظاہر ہوئے۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل امینؑ کے ذریعے پیغام آیا ہے کہ حضرت فاطمہ الزاہرہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کر دو۔ اے انسؓ! جاؤ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور انصار کی جماعت کو بلاؤ۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کا نکاح حضرت بی بی فاطمہ الزاہرہؓ سے کر دیا۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نکاح کے دن حضرت سیدہ فاطمہؓ کو نماز عشاء کے بعد حضرت علیؓ کے گھر لائے اور ان دونوں کے لیے خاص دعا فرمائی

''اے اللہ! میں ان دونوں کو اور ان کی اولاد کو تیری حفاظت میں دیتا ہوں۔
اے اللہ کریم ان دونوں کے اسباب معیشت میں برکت دے
اور دونوں کے خاص تعلق کے بارے میں برکت نازل فرما۔''

ولیمہ کے دن سادہ اور لذیذ کھانے سے دعوت کا انتظام فرمایا گیا۔ حضرت فاطمہ الزاہرہؓ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''فاطمہؓ! تمہارا شوہر بہت اچھا ہے۔''

اس کے بعد حضرت علیؓ سے فرمایا

''علیؓ! رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تمہیں مبارک ہو۔''

سیدہ کائناتؓ ایک مثالی بیوی

حضرت بی بی فاطمہؓ کا جہیز مختصر ضرورت کی چند چیزیں، اور جس گھر میں رخصت ہو کر گئیں بالکل سادہ چھوٹا سا گھر تھا۔ حضرت سیدہ کائنات گھر کے کام کاج خود کرتیں۔ چکی میں آٹا پیسنا، تنور میں روٹیاں لگانا، مشکیزہ میں پانی بھر کر دور دراز سے گھر تک لانا۔ جھاڑو لگانا، کپڑے دھونا، گھر میں کھانے پینے کی کمی رہتی پر کبھی شوہر سے شکایت نہ کی۔

سیدہ کائنات دونوں جہاں کے سردار ﷺ کی سب سے پیاری بیٹی اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ گھر کے سارے کام خود کرتی ہیں چکی پیستی ہیں، ہاتھوں میں چھالے پڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی کنیز عطا ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ اپنے شوہر کا کام انجام دیتی رہو اور اپنے رب کا فرض ادا کرتی رہو اور ساتھ تسبیح پڑھنے کی تلقین فرمائی 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 34 بار اللہ اکبر ہر نماز کے بعد

پڑھنے والے کو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت بی بی فاطمہؓ سارا دن گھر کے کام کاج میں گزارتیں۔ ساری رات رب کے حضور حاضری میں گزارتیں۔ایک رات عبادت میں ایسی مشغول ہوئیں کہ فجر کی اذان ہونے لگی فرمانے لگیں

"یا اللہ رات اتنی چھوٹی ہوگئی بھی تو دو رکعت کی نیت باندھی تھی۔۔۔"

رب نوں سجدے کرن دی خاطر
رات منگدی اے لمبی زہراؓ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو دیکھتا کھانا پکاتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر کرتی جاتی تھیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء عبادت کرتیں تھیں لیکن گھر کے کام کاج میں فرق نہ آنے دیتی تھیں۔ حضرت فاطمہ الزاہرہ کے لیے سونے کے کنگن تحفہ کے طور پر پیش کیے گئے آپؓ نے قبول فرمائے اور پہنے ہی تھے کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے، بیٹی کے ہاتھوں میں کنگن دیکھے تو فرمایا: بیٹی ہم نے تو دنیا کے بدلے میں آخرت کو قبول کرر کھا ہے اور دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دے رکھی ہے پھر آپ نے یہ قیمتی بازو بند کیسے پسند کر لیے۔ حضرت بی بی فاطمہ الزاہرہؓ نے فرمایا یہ تحفہ کے طور پر آئے تھے ابھی اتار دیتی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور سیدہ فاطمہؓ نے وہ کنگن بیچنے کے لیے بھیج دیے، قیمت وصول ہونے پر فقرا میں تقسیم کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ خبر سنی تو بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "بیٹی ہمیں قیامت کے دن گناہگاروں کی شفاعت کرنی ہے اس لیے دنیا کی راحت کو چھوڑ کر ہم نے فقر اختیار کیا ہے۔" جہاں والد محترم کی تربیت اتنی اچھی ہو وہ بیٹی کیسے نہ صابر شاکر بیوی بنے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزاہرہؓ جیسی سلیقہ شعار عورت میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ کچا مکان ہونے کے باوجود گھر کو صفائی کے لحاظ سے جنت کا ٹکڑا بنا رکھا تھا۔ گھر میں اگرچہ سامان کچھ نہ تھا مگر اس میں موجود چند چیزوں کو بھی انتہائی سلیقہ سے سجا رکھا تھا۔ پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں۔ کندھے زخمی ہو جاتے، جھاڑو لگاتیں تو کپڑے گرد آلود ہو جاتے۔ حضرت فاطمہ الزاہرہؓ ہر حال میں صابر شاکر، رب کی رضا میں راضی رہنے والی کبھی شکوہ شکایت نہ کرتیں۔ یہ صبر یہ استقامت تو بچپن ہی سے آپؓ کی زندگی کا حصہ رہا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید بخار تھا میں نے پوچھا کچھ میٹھی چیز کھانی ہے تو زندگی میں پہلی مرتبہ ایک فرمائش کی انار کھانے کی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درہم قرض لیا اور انار خریدا راستے میں ایک بیمار دیکھا جو تکلیف سے کراہ رہا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکا حال پوچھا اس نے کہا پانچ روز سے بیمار ہوں میرا دل انار کھانے کو چاہ رہا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ انار اسے عطا کر دیا۔اس بیمار نے پورا انار کھایا اسکا بخار ٹھیک ہو گیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت فکر مند گھر میں داخل ہوئے کہ بنت رسول ﷺ کو کیا جواب دونگا پہلی مرتبہ فرمائش کی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر استقبال کیا بالکل تندرست ہو گئیں فرماتی ہیں آپؓ (حضرت علیؓ) غمگیں نہ ہو جب آپ اس غریب کو انار کھلا رہے تھے میرا دل اسی وقت بھر گیا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انار کا تحفہ سیدہ کائنات کے لئے بھیجا گیا۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ پہر سے بھوکے تھے شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مزدوری کے لئے کسی تاجر نے بلایا اسکا کام کر کے جو پیسے ملے اس سے جو لے آئے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو پیسے، آٹا گوندھا روٹی پکائی پہلے شوہر کو کھانا کھلایا پھر خود کھایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک یاد آیا کہ

" فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے۔"

آج کے دور میں ایسی صابر شاکر بیوی کروڑوں میں سے کوئی ایک ہو گی۔جو اتنی بھوک میں بھی شکوہ شکایت نہ کرے۔بلکہ ماڈرن گھروں کی بیگمات تو شوہر ہفتہ میں ایک دو مرتبہ باہر کھانا کھلانے نہ لے جائیں تو اسے دنیا کا سب سے برا شوہر کہتی ہیں گھر میں سب کچھ ہوتے ہوئے باہر سے افطاری کرنا ہوٹلوں میں سحری کرنا یہ ہمارے معاشرے میں رواج بن گیا ہے کاش ہم سب مسلمان اپنے پیٹ پر اتنی فضول خرچی کرنے کی بجائے اپنے ارد گرد کے غریب مسلمان بہن بھائی کا بھی احساس کر لیں بات تو احساس کرنے کی ہے جو کہ اب کسی میں نہیں رہا۔

حضرت بی بی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس

سیدہ کائنات جنت کی عورتوں کی سردار ہمارے آقا کریم جان ﷺ کی شہزادی کا لباس پیوند لگا ہوتا تھا۔ایک مرتبہ ایک یہودی عورت نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت چاہی کہ انکے خاندان کی شادی میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرکت فرمائیں حضور اکرم ﷺ نے اجازت دے دی۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد مکرم ﷺ کا حکم قبول فرمایا۔ادھر یہودی

عورتوں نے بنت رسول ﷺ کو اپنی شادی کی تقریب میں اس لئے بلایا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیوند لگے لباس کا مذاق اڑائیں۔

سیدہ کائنات کے لیے جنتی لباس: اللہ تعالیٰ کو یہ بات کیسی پسند آتی کہ کوئی اللہ کے محبوب ﷺ کی لاڈلی شہزادی کا مزاق اڑائے حضرت جبرائیلؑ اللہ کی طرف سے جنت الفردوس سے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک نہایت خوبصورت کپڑوں کا جوڑا لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔سیدہ کائناتؓ وہ جنت کالباس پہن کر یہودیوں کی شادی میں شرکت کے لئے گئیں توان عورتوں کے رنگ اڑ گئے۔جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں توبڑی عزت وتکریم سے نمایاں جگہ پر بٹھایااور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس اقدس کامشاہدہ کرنے لگیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس اقدس سے نور کی کرنیں فضامیں منعکس ہونے لگیں اوران عورتوں نے پوچھ ہی لیاکہ آپؓ نے یہ لباس مبارک کہاں سے لیاہے آپ نے فرمایا یہ لباس میرے اباجان نے مجھے دیاہے انہوں نے پوچھا اباجان نے کہاں سے لیاہے آپ نے فرمایا اباجان کوجبرائیل نے دیاہے جواللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت سے لائے۔سب یہودی عورتوں نے کہا بے شک آپ سچ فرمارہی ہیں پھران سب نے کلمہ پڑھا۔ ان میں سے بعض کے شوہر بھی مسلمان ہوگئے اور بعض نے شوہر کے اسلام نہ قبول کرنے پر اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔یہ ہمارے آقا کریم جان علیہ صلوۃ والسلام کی پیاری شہزادی کی شان ہے کہ کتنی یہودی عورتوں نے اسلام قبول کرلیا۔

سیدہ کائنات ایک مثالی بہو

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ اور خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساس تھیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ساس کو اپنی حقیقی ماں کی طرح چاہتی تھیں اور دل و جان سے انکی خدمت کرتی تھیں۔حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساس کی خدمت کرکے دنیامیں ایک مثال قائم کی۔اور ثابت کیاکہ بہو ساس کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر کے کام کاج سے فارغ ہوتی تواپنی ساس کی ضرورتوں کاخیال کرتیں انہیں زیادہ کام کاج نہ کرنے دیتیں انکے کپڑے دھوتیں انکو کھانا کھلاتیں اور انکا بستر صاف کرتیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ ”جس قدر میری خدمت حضرت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی اتنی خدمت کی ہوگی۔“

ایک مرتبہ فرمایا ”میری بہو جو حضور نبی اکرم ﷺ کی بیٹی ہیں یہ مجسمہ محبت ہیں بے حد خدمت گزار ہے اور مجھے حقیقی ماں کی طرح چاہتی ہے“

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزیزواقارب سے محبت

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزیزواقارب سے نہایت اچھے تعلقات تھے۔سیدہ کائنات ان سب عزیزواقارب کے ساتھ محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتی تھیں ان کے ہر دکھ سکھ میں شریک ہوتیں تھیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب عزیزواقارب بھی بڑی محبت کرتے تھے اور آپکا بڑا خیال رکھتے تھے اور آپ کے ساتھ بڑی چاہت اور محبت سے پیش آتے تھے۔اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو دینی اصطلاح میں صلہ رحمی کہتے ہیں۔اسلام میں صلہ رحمی کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔اور عزیزواقارب کے ساتھ حسن سلوک کاخاص طورپر حکم دیاگیا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ بہت محبت کرتی تھیں اوران کے ساتھ حسن سلوک اوراحسان ومروت سے پیش آتی تھیں۔

ایک مثالی ماں

سیدہ کائنات اس کائنات کی سب سے عظیم ماں۔ تمام امہات المومنین بھی قابل احترام ہیں اوراس عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔سیدہ کائنات عظیم ماں اس لئے ہیں کہ :

- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد محترم حضور اکرم نور مجسم ﷺ ہیں۔
- آپؓ کے شوہر حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے حسنین کریمین رضوان اللہ علیہ اور آپکی شہزادی بی بی زینب پاک رضی اللہ عنہاہیں۔

ایک ماں کا کردار بچے کی ساری زندگی پراثرانداز ہوتاہے۔ حمل کے دوران ماں کی ذہنی جسمانی اور روحانی کیفیات کا اثراسکی اولاد پر ضرور ہوتاہے۔

- سیدہ کائنات شہزادی کونین ایک ایسی ماں جوبچے کو گود میں لے کر چکی پیستی ہیں اور تلاوت قرآن پاک کرتی ہیں کھانابناتی ہیں تو تلاوت قرآن پاک کررہی ہوتی ہیں۔
- گھر کی صفائی کپڑے دھوناپانی بھر کے لاناہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف۔
- ایسی عظیم والدہ اپنے بچوں میں دین کی تعلیمات حاصل کرنے کا شوق بھی پیدا کرتی ہیں۔والد محترم مصطفیٰ کریم ﷺ جمعہ کے خطبہ ارشاد فرماتے ہیں توامام حسین علیہ السلام گھر آکر والدہ کو ساراخطبہ بیان فرماتے کہ آج نانا جان ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔والدہ اپنے جگر گوشے سے علم کے موتی

سمیٹتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ میرے لعل کو چھوٹی عمر میں دین کا علم حاصل کرنے کا شوق ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتی ہیں تو وہ بھی خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کی دین سے محبت اور آقا کریم جان علیہ صلوۃ والسلام کی خطبہ مبارک کا حال سنوں۔پردے کے پیچھے سننا چاہتے ہیں تو امام پاکؑ فرماتے ہیں کہ میں بیان نہیں کر رہا مجھے بابا جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو آ رہی ہے۔سبحان اللہ ایسا گھرانہ جہاں نانا جان ﷺ بھی دین سے محبت کرنے والے والدہ بھی اور والد صاحب بھی ایسے گھرانے میں امام حسین پاکؑ جیسے شہزادے کی پرورش ہوئی۔جنہوں نے نانا جان ﷺ کے دین پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔کربلا میں حق ادا کر دیا نواسہ رسول ﷺ نے۔

ایک ماں ہی اپنے بچوں کو دین کی محبت کا درس دے سکتی ہے۔جہاں پورا گھرانہ محبت الٰہی ذکر الٰہی میں مصروف ہو اور رب کی رضا میں راضی رہنے والے ہوں وہاں بچے بھوکے بھی ہوں تو ماں باپ سے شکوہ نہیں کرتے۔ضروریات زندگی اور آسائشیں نہ بھی ہوں ہر حال میں رب کا شکر ادا کرتے ہیں۔سیدہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہزادی زینب پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت ایسے کی ساری زندگی حیا پردہ میں عورت کیسے رہ سکتی ہے۔اور عورت کی حیا ہی اسکا لباس ہے۔اسکی چادر ہی اسکی عزت ہے۔والدہ کی تعلیم کا ایسا اثر تھا کہ میدان کربلا میں اپنے پیاروں کو لہو میں نہاتے سر کٹاتے دیکھا صبر کیا برداشت کرتی رہیں لیکن جب یزیدیوں نے شامِ کربلا میں بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر سے چادر اتاری اور سر برہنہ کربلا سے دمشق کا سفر کرایا یہ صدمہ مرتے دم تک رہا اور اس غم میں ہمیشہ آنسو بہاتی رہیں۔

؎ حیا دے ماتھے دا تاج زہراؓ
وفا پرستی دی لاج زہراؓ

سر سے چادر اترنا آجکل فیشن ہے ماڈرن سوچ دین سے غفلت کا باعث ہے آج کی مائیں ان پاک ہستیوں سے سبق حاصل کر سکتی ہیں ہر دور میں دین سے محبت ضروری ہے دینی تعلیمات پر عمل کرنا بزرگوں کی تعلیمات انکے حالاتِ زندگی کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔معاشرے میں ساری خرابی دین سے دوری کی وجہ سے آتی ہے۔

امہات المومنین کے ساتھ محبت ادب کا تعلق

خاص طور پر یہاں امہات المومنین کا ذکر ضروری ہے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ازواج ومطہرات سے محبت وادب سے ملتیں۔دونوں طرف سے معاملہ محبت خلوص کا تھا اس رشتے میں کہیں بھی عام لوگوں والی باتیں حسد کینہ نہیں نظر آتا تھا۔ میرے آقا کریم جان علیہ صلوۃ والسلام کا گھرانہ پر خلوص اور فالتو باتوں کی طرف کسی کا دھیان نہ تھا سگے اور سوتیلے رشتوں کا ذکر نہ تھا۔

یہ سیدہ کائنات خاتون جنت حضرت فاطمۃالزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے بارے میں مختصر طور پر ایک تحریر ہے جس میں مسلمان خواتین کے لئے ایک پیغام ہے اللہ پاک سے دعا ہے کی تمام مسلمان خواتین صرف اور صرف بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور امہات المومنین بنات رسول ﷺ اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا آئیڈیل مان کر زندگی گزاریں۔آمین۔

حضرت پیر نصیر الدین نصیر شاہؒ حضرت بی بی فاطمہ زہراؓ کی شان میں یوں لکھتے ہیں:

کیونکر نہ ہو معیار سخا فاطمہ زہراؓ
ہیں دُختر محبوب خدا فاطمہ زہراؓ
ہیں نور محمد ﷺ بخدا حضرت زہرا
محشر میں ہیں رحمت کی گھٹا فاطمہ زہراؓ
مادر ہیں وہ زینبؓ کی حسینؓ اور حسنؓ کی
ہیں آل محمد ﷺ کی ردا حضرت زہراؓ
پوچھا جو کسی نے کہ ہیں خاتون جنت کون؟
آہستہ سے رضواں نے کہا حضرت زہراؓ
اوصاف حمیدہ میں وہ ممتاز ہیں سب سے
ہیں جملہ خواتیں سے جدا حضرت زہراؓ
دیا ہے وجود حسنین اس کی شہادت
ہر لحہ تھیں راضی بہ رضا حضرت زہراؓ
اب تو ہے نصیرؔ آن سے عقیدت کا یہ عالم
ہر حال میں ہے ورد مرا حضرت زہراؓ

خطاب صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق صاحب (چیئرمین و بانی ادارہ جاء الحق)

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں مجھے ہے حکمِ اذاں لاالہ الااللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعوذو باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ۔

اکثر لوگ گھر بناتے ہیں گھروں کے باہر درود و سلام لکھتے ہیں، سبحان اللہ، ماشا اللہ، اللہُ اکبر۔ پوری دنیا میں ملک بنے، آزادی کی جنگیں لڑی گئیں، کسی نے زبان کے نام پر ملک بنایا کہ زبان فارسی ہے، کسی نے رنگ و نسل کی بنیاد پر ملک بنایا لیکن جب پاکستان بنا تو پاکستان کے دروازے پر لکھا گیا اسمِ اللہ، اسمِ محمد ﷺ یعنی کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ یہ وہ واحد ملک ہے جو بنا ہی اسلام کے نام پر، یہاں ہندو، سکھ، عیسائی، پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچ اور مغل وغیرہ سب رہتے، مگر یہ واحد اسلامی ریاست ہے کہ جس کے دروازے پر ایک ہی کلمہ لکھا گیا اور ملک بنالیا گیا۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث، پاک کا مفہوم ہے کہ مجھے اپنی امت سے شرک کا خوف نہیں، میری امت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور کسی کی عبادت نہیں کرے گی، جب نبی پاک ﷺ نے سٹامپ لگادی کہ میری امت شرک نہیں کر سکتی تو ہمیں بھی ایک دوسرے پر فتوے لگانا چھوڑنا ہو گا، ہم جس پاک سرزمین میں رہ رہے ہیں یہاں سب اللہ اور رسول پاک ﷺ کو ماننے والے ہیں اور اسکے دروازے پر کلمہ طیبہ لکھا گیا ہے یہاں کوئی شرک کر ہی نہیں سکتا، ہاں البتہ ہم ریاکاری کرتے ہیں کہ ہمیں اس پر تو یقین ہے کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے لیکن جو اللہ پاک نے بتایا اس پر عمل نہیں کرتے، اللہ پاک فرماتا ہے نماز قائم کرو فلاح پاجاؤ گے، رزق کو پانے کے لیے وظیفے کرتے ہیں اسکا وعدہ بھی اللہ پاک نے کیا ہے، ہمیں اسی کے وعدے پر یقین نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج اگر ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں، سرکار، دوعالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام کا نظرانہ پیش کرتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہمارے کام نہیں ہوتے تو پھر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا رزق کہاں سے آرہا ہے، یہ دیکھنا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو کیا کھلا رہے ہیں، ہم چاہتے تو ہیں کہ ہمارے پاس فرعون جیسی دولت ہو اور موسیٰؑ جیسی روحانیت بھی، موسیٰؑ جیسے کام کیے بغیر۔ ہم میں اور ہمارے حکمرانوں میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ ہمارا سابق وزیرِ اعظم کہتا ہے کہ **مجھے کیوں نکالا؟** ہم بھی ویسے ہی رونا روتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں اپنی رحمت، فضل و کرم سے کیوں نکالا؟ جب کہ ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ ہم نے یہ سوچنا ہے کہ جو اللہ پاک نے ہمیں ذمہ داریاں دی ہیں، گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے، یا کسی بھی رشتے کے حوالے سے ہم نے انکا کتنا حق ادا کیا ہے؟ ہم نے اپنے گھر والوں کو، اپنی اولاد کو نبی پاک ﷺ کے کتنا قریب کیا ہے؟ انہیں حلال اور حرام میں تمیز کرنا سکھایا ہے یا نہیں؟

دوسرے مذاہب میں جب کوئی تحقیق کرتا تھا تو اسے مار دیا جاتا تھا، لیکن ہمارا دینِ اسلام بہت ہی پیارا مذہب ہے، قرآنِ پاک کی پہلی آیت نازل ہوئی پڑھو، علم حاصل کرو۔ اللہ پاک نے ہمیں علم و عقل کی بنا پر اشرف المخلوقات بنایا ہے، احسن تقویم بنایا ہے اور اس سے بڑھ کر ہم مسلمانوں کو نبی پاک ﷺ کا امتی بنایا ہے، امتوں میں سب سے اعلیٰ و افضل مقام اللہ پاک نے ہمیں عطا فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود آج پوری دنیا میں اسی امت کو نشانی بنایا جا رہا ہے۔ آج ہم کسی سے دین کی بات کرتے ہیں تو آگے سے جواب ملتا ہے چھوڑیں جی یہ ہمارا نہیں علما کا کام ہے، انہیں کرنے دیں۔ پھر ایسے ہی لوگوں کی زندگیوں میں سکون نہیں ہوتا اور انکی اولاد چوریاں، ڈکیتیاں کرتی ہیں یا دیگر غلط کاموں میں ملوث نظر آتی ہیں کیونکہ انکے گھروں میں دینِ اسلام اور نبی پاک ﷺ کی تعلیمات نہیں دی جاتیں۔

جن یورپی ممالک کو ہم بہت آئڈیل آئز (idealize) کرتے ہیں وہاں ہر چوتھی گلی میں ایک نفسیاتی ہسپتال نظر آتا ہے اور ہمارے پورے ملک میں صرف 4 ایسے ہسپتال ہیں۔ بچوں کو جنسی حوالے سے ہراساں کرنے والے واقعات ہونے پر لبرل اور سیکولر افراد کہتے ہیں کہ انہیں جنسی تعلیم دینی چاہیے، حالانکہ جن ممالک میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے وہاں ایسے واقعات پاکستان سے کئی گنا زیادہ ہیں اور ہر روز ہوتے ہیں، سورۃ مومن اور سورۃ نسا میں مکمل گھریلو نظام سکھایا گیا ہے، قرآن واحادیث اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہمیں ایک مکمل اور بھرپور نظام زندگی کا درس دیتے ہیں۔ اب یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم خود علم حاصل نہیں کرتے، اور اسلامی نظام کے تحت زندگی بسر نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ آج ہم اس حال کو پہنچے ہیں۔

دنیا کے بہترین سپہ سالار نبی پاک ﷺ ہیں، آج بھی دنیا مانتی ہے، دنیا کے بہترین سیاست دان نبی پاک ﷺ، دنیا کے بہترین باپ نبی پاک ﷺ، دنیا کے بہترین ہمسائے کا نام آئے گا، دنیا کے بہترین لیڈر کا نام آئے گا تو نبی پاک

ﷺ کا نام لیا جائے گا۔ ہم نے سرداری سیکھنی ہے، سیاست سیکھنی ہے تو یہ درس بھی ہمیں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس سے ملتا ہے۔ حضور ﷺ کا دامن تھام کر چلیں گے تو ترقیاں بھی ملیں گی۔ وہ بھی وقت تھا کہ ہمارے حکمران بھی اور عام عوام بھی رسول اللہ ﷺ کا دامن تھام کر چلتے تھے تو مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی، جب انگریز یہاں آئے تو انکے پاس کوئی نظامِ حکومت نہ تھا، انکی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ انگریزوں نے کتنی لڑائیاں لڑیں، کتنی جنگیں ہوئیں، قتل و غارت ہوا۔ ۳۰۰ سال بھی وہ برِ صغیر پر حکومت نہیں کر سکے، میرے آقا کریم جان ﷺ نے جو نظام عطا فرمایا ہے اس میں عیسائی، ہندو، مسلم سب اکٹھے رہتے تھے اور وقت کا حکمران جو فیصلہ سناتا تھا وہ ہندو، مسلم، عیسائی سب کو قبول ہوتا تھا جبکہ آج اگر سیشن کورٹ مرضی کا فیصلہ نہ کرے تو ہائی کورٹ میں چلے جاتے ہیں وہاں بھی مرضی کا فیصلہ نہ ہو تو سپریم کورٹ چلے جاتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں صرف ایک ہی ''لاء (law) '' تھا **''عمرؓ لاء''** جو سر قارِ مدینہ ﷺ کے غلام نے بنا دیا، آج بھی دنیا کے بے شمار قانون اسی عمر لاء کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ آج کے دانشور قانون دان یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے جو نظام ہمیں عطا فرمایا وہ تب بھی جدید نظام تھا اور آج بھی جدید ہے۔ یہ نظام کبھی پرانا نہیں ہو سکتا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جھوٹ نہیں بولنا تو اسے آج بھی برا ہی سمجھا جاتا ہے۔ سود سے منع فرمایا گیا ہے تو آج بھی ترقی یافتہ ممالک کو سمجھ آگئی ہے کہ سود کیسے معیشت کے نظام کو تباہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اب انہوں نے سود کی شرح کو بہت کم کر دیا ہے۔

مسلمان جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک آئے تو اخوت و بھائی چارے کا ایسا نظام قائم ہوا جس کی مثال صرف دینِ اسلام میں ملتی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، نبی پاک ﷺ نے ایک انصار صحابیؓ کو انکا بھائی بنایا، انصار بھائی نے کہا کہ میرے پاس جو بھی مال ہے اس میں سے آدھا آپ کے لیے، میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دے دوں گا کہ وہ آپ سے شادی کر لے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا، '' اے سعد آپ کا شکریہ، بس مجھے منڈی کا راستہ بتا دو، تمہیں تمہارا مال و بیوی سب مبارک ہو۔'' یہ کہہ کر وہ چلے گئے، اللہ پاک نے انکے مال میں ایسی برکت ڈالی کہ ایک مرتبہ مدینہ کی گلیوں میں شور ہوا، اماں عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا یہ شور کیسا ہے، دور سے دھواں سا اٹھتا محسوس ہو رہا ہے تو کسی نے بتایا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ اپنے قافلے کے ساتھ آ رہے ہیں اور انکے قافلے میں سات سو اونٹ ہیں، اندازہ کریں ایک ایسا شخص جو بغیر مال و دولت کے ہجرت کر کے آیا ہو، اپنا سب مال و دولت مکہ میں چھوڑ کر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ خالی ہاتھ مدینہ پاک آئے، اور اسی نظام کے تحت کام کیا، بغیر سود کے، بغیر ہیرا پھیری کے، بغیر جھوٹ کے، آپؓ ہمیشہ مال نقد پہ لیتے اور دیتے تھے اور اپنے مال کے عیب بتا کر بیچتے تھے اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات بھی فرماتے۔ وہ ۷۰۰ اونٹ بھی انہوں نے صدقہ کر دیے، اللہ کی راہ میں دے دیے۔ جب انکا وصال ہوا تو انکے پاس ایک بڑی رقم تھی اور دنیا کے امیر ترین لوگوں میں انکا نام آتا تھا۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے نظام کے تحت تجارت کی، آج ہم لوگ اس نظام کے تحت زندگی نہیں گزارنا چاہتے۔ ہم بس نام کے مسلمان ہیں، عملی طور پر کچھ نہیں کرتے، ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے، علما و اہلِ علم کے پاس بیٹھیں تو معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی تو انسان تھے، داتا حضورؒ، حضرت غوث پاکؒ بھی انسان تھے، یہ احسن تقویم والے انسان تھے، انہوں نے اپنی زندگیاں نبی پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے گزاریں۔ اللہ والوں نے ہمیشہ اللہ کا ذکر کیا اور اللہ کا شکر بھی ادا کیا، اللہ پاک نے فرمایا: '' فاذکرونی اذکرکم۔۔۔۔۔۔۔۔'' ترجمہ: '' **تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا، تم میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔''** اللہ کا ذکر تو ہم کر لیتے ہیں مگر پوری آیت سمجھ کر نہیں پڑھتے کہ اللہ پاک فرماتا ہے میں تب تمہارا ذکر کروں گا کہ تم میرا شکر بھی ادا کرو۔ ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو معلوم ہو کہ ہم اللہ پاک کا کتنا شکر ادا کرتے ہیں، اگر اللہ پاک نے ہمیں مال عطا کیا ہے تو صرف زبان سے اسکا شکر نہیں ادا کرتے رہنا، اس مال میں سے اللہ کے بندوں کا بھی حصہ نکالنا ضروری ہے۔ ہمارے دین میں جہاں جہاں نماز کا ذکر آیا ہے وہاں پہ زکوٰۃ کا بھی حکم ہوا ہے۔ اگر ہر بندہ وقت پہ اور مکمل زکوۃ ادا کرے تو ایسا وقت آجائے گا کہ زکوۃ لینے والے نہیں ملیں گے۔ چند اسلامی ممالک میں ایسا نظام قائم ہوا بھی تھا لیکن اغیار کی سازشوں کا شکار ہو کر آج وہاں کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں، آج وہاں بم دھماکے ہو رہے ہیں، وہاں کی عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ آج سے اگر ہم دل سے توبہ استغفار شروع کر دیں اور دل سے ارادہ کر لیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے حکم پر عمل کرنا ہے چاہے کوئی اور کرے یا نہ کرے۔ اگر دوسرا اپنے بچے کو نماز نہیں پڑھاتا تو میں تو پڑھاؤں۔ آج کل ماں باپ بھی ایسے ماڈرن ہو گئے ہیں کہ اگر انکی اولاد نمازیں پڑھنے لگ جائے تو ڈر جاتے ہیں کہ کہیں دہشت گرد ہی نہ بن جائے۔ اچھی بات ہے کہ آپکا بچہ ایسا مسلمان بن جائے کہ اسے دیکھ کر دشمن بھی ڈر جائے۔ حضور اکرم ﷺ کے غلام ایسے ہوتے ہیں کہ بغیر تلوار (طاقت کے اظہار) کے وہ لوگوں کو مسلمان کر دیتے ہیں۔ آپ بھی ایسے بن جائیں کہ جو آپکو دیکھے نور و نور ہو جائے، اسے حضور اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہو جائے۔ داتا حضورؒ کے یہاں آنے سے پہلے بھی لوگ مسلمان تھے، یہاں مسجدیں آباد تھیں، مگر انہوں نے آ کر جو مسجد بنائی وہاں

لوگوں نے سامنے خانہ کعبہ دیکھا بھی۔ کیونکہ وہ مسجد بھی اللہ کے اس نیک بندے نے بنائی، جس نے اللہ کے حکم پر عمل بھی کیا۔ بابا فریدؒ فرماتے ہیں میں نے بہت عرصہ تک اپنے رب کی ہر بات مانی، اب میرا رب میری کوئی بات نہیں ٹالتا۔ جب بابا فرید بسم اللہ پڑھتے تو پتھر سونا بن جاتا اور کوئی عام شخص ساری رات بسم اللہ پڑھتا رہا مگر پتھر سونا نہ بن سکا تو بابا فریدؒ نے فرمایا کہ فرید جیسی زبان کہاں سے لاؤ گے۔ بابا فریدؒ کی زبان جیسی تاثیر تب ملے گی جب ہماری زبان، ہماری آنکھیں، ہمارے ہاتھ، ہمارے قدم، ہمارے اعمال سب کے سب نبی پاک ﷺ کے تابع فرمان ہوں، ہمارے ہونٹ جب ہلیں تو ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے ہلیں، زبان بھی جب جنبش کرے تو اللہ کا ذکر کرے۔ قارئینِ محترم دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اللہ کا ذکر کرنے، نبی پاک ﷺ پر درود و سلام پڑھنے اور انکے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

کامیابی کا راز

میں نے فخر سے باباجی کو کہا کہ میرے پاس اچھا بنک بیلنس ھے دو گاڑیاں ھیں بچے انگریزی سکول میں پڑھتے ہیں۔ عزت مرتبہ ذھنی سکون الغرض دنیا کی ہر آسائش میسر ہے۔ بابا نے ایک نظر بھر کر مجھے دیکھا اور بولا معلوم ہے یہ کرم اس لئے ہوا کے تونے اللہ کے بندوں کو ٹھونگیں مارنا چھوڑ دیں۔

میں نے وضاحت چاھی، بابا گویا ھوا۔ میری اماں نے ایک اصیل ککڑ پال رکھا تھا۔ اماں کو اس مرغے سے خصوصی محبت تھی۔ اماں اپنی بک (مٹھی) بھر کے مرغے کی چونچ کے عین نیچے رکھ دیا کرتی تھی اور ککڑ چونچ جھکاتا اور جھٹ پٹ دو منٹ میں پیٹ بھر کے مستیوں میں لگ جاتا۔ میں روز یہ ماجرا دیکھا کرتا۔ اور سوچتا کہ یہ ککڑ کتنا خوش نصیب ہے۔ کتنے آرام سے بنا محنت کئے اس کو اماں دانے ڈال دیتی ہے۔

ایک روز میں صحن میں بیٹھا پڑھ رہا تھا حسب معمول اماں آئی اور دانوں کی بک بھری کہ مرغے کو رزق دے اماں نے جیسے ھی مٹھی آگے کی مرغے نے اماں کے ھاتھ پر ٹھونگ (چونچ) مار دی اماں نے تکلیف سے ھاتھ کو جھٹکا تو دانے پورے صحن میں بکھر گئے۔ اماں ھاتھ سہلاتی اندر چلی گئی اور ککڑ (مرغا) جو ایک جگہ کھڑا ہو کر آرام سے پیٹ بھرا کرتا تھا اب وہ پورے صحن میں بھاگتا پھر رہا تھا۔ کبھی دائیں جاتا کبھی بائیں کبھی شمال کبھی جنوب۔ سارا دن مرغا بھاگ بھاگ کے دانے چگتا رہا۔ تھک بھی گیا اور اس کا پیٹ بھی نہیں بھرا۔ بابا دین محمد نے کچھ توقف کے بعد پوچھا بتاؤ مرغے کے ساتھ ایسا کیوں ھوا؟ میں نے فٹ سے جواب دیا نہ مرغا اماں کے ھاتھ پر ٹھونگ مارتا نہ ذلیل ھوتا

بابا بولا بلکل ٹھیک۔ افتخار انی یاد رکھنا اگر اللہ کے بندوں کو حسد گمان تکبر تجسس غیبت اور احساس برتری کی ٹھونگیں مارو گے تو اللہ تمھارا رزق مشکل کر دے گا۔ اور اس اصیل ککڑ کی طرح مارے مارے پھرو گے۔ تو نے اللہ کے بندوں کو ٹھونگیں مارنا چھوڑیں رب نے تیرا رزق آسان کر دیا۔

بابا عجیب سی ترنگ میں بولا پیسہ عزت شہرت آسودگی حاصل کرنے اور دکھوں سے نجات کا آسان راستہ سن لے۔ اللہ کے بندوں سے محبت کرنے والا ان کی تعریف کرنے والا ان سے مسکرا کے بات کرنے والا اور دوسروں کو معاف کرنے والا کبھی مفلس نہیں رہتا۔ آزما کر دیکھ لو۔ اب بندوں کی محبت کے ساتھ ساتھ شکر کے آنسو بھی اپنی منزل میں شامل کر کے امر ھو جائے گا۔ یہ کہ کر بابا دین محمد برق رفتاری سے میں گیٹ سے باہر نکل گیا اور میں سر جھکائے زار و قطار رو رھا تھا اور دل ھی دل میں رب العزت کا شکر ادا کر رہا تھا۔ کہ بابا دین محمد نے مجھے کامیابی کا راز بتا دیا تھا۔ اللہ ھمیں آسانیاں عطا فرمائے اور آسانیاں تقسیم کرنے کا شرف بخشے آمین۔

"عاشقانِ خدا"

نماز میں اللہ سے پانچ وقت باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ مقررہ وقت تو عوام کے لیے ہیں لیکن عاشقانِ خدا تو ہر وقت نماز یعنی خدا سے گفتگو میں لگے رہے رہتے ہیں۔ صرف پانچ وقت کی ملاقات سے اُن کا جی نہیں بھرتا اِس لیے کہ اُن کے دلوں میں لاکھوں راز ہیں جو وہ اللہ سے کہنا چاہتے ہیں۔ عاشقوں کی جان بہت پیاسی ہے اُس کو سیری کے لیے ہر وقت کی ملاقات درکار ہے۔ مچھلی سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تُو ایک دن چھوڑ کر دریا سے مل لیا کر۔ وہ تو تھوڑی دیر بھی پانی کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ عاشق کا ہجر کا ایک لمحہ بھی سال کے برابر ہے اور مسلسل ایک سال کا وِصال بھی محض ناپائیدار خیال کی طرح ہے۔ معشوق بھی عاشق کا پیاسا ہوتا ہے اور اُس کا طلبگار ہے۔ عاشق اور معشوق کا حال ایسا ہی ہے جیسے دن اور رات کا کہ ایک دوسرے پر عاشق ہیں۔ ہر وقت ایک کو دوسرے کی تلاش رہتی ہے۔(انوار العُلوم=صفحہ 818،819 مصنف = حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ مترجم=محمدؐ عالم امیری)

[اولیاء اللہ کی دنیا کو حاجت]

جیسے عالم اجسام میں بعض جسم محتاج ہیں ،اور بعض محتاج الیہ ،بعض فیض لینے والے اور بعض دینے والے ،آفتاب اور بارش فیض دینے والے ،اور زمین اور یہاں کی ہری بھری کھتیاں اور باغات فیض لینے والے ،اسی طرح عالم روحانیات میں انبیائے کرام اور انکے ذریعہ سے علماء ومشائخ واولیاء اللہ فیض دینے والے اور سارا عالم انکا حاجتمند ،جیسے دنیا کو بارش وآفتاب کی ہمیشہ ضرورت ہے ،اس طرح علماء واولیاء کی بھی سخت حاجت حضور ﷺ نے علماء دین کو بارش نبوت کا تالاب فرمایا ہے ،(مشکوۃ کتاب العلم) رحمتیں دینے والا رب اور تقسیم فرمانے والے حبیب خدا اور اسی تقسیم کا ذریعہ علماء واولیاء اللہ ،حدیث پاک میں چالیس ابدال کے متعلق ارشاد ہوا کہ ان کی برکت سے بارش برسے گی اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی ،اورانہیں کے طفیل اہلِ شام سے عذاب دور رہے گا (آخری مشکوۃ) علماء کی زندگی کے متعلق ارشاد ہوا کہ علماء کی زندگی کے لیے مچھلیاں دعا کرتی ہیں ۔(مشکوۃ کتاب العلم) ،وہ جانتی ہیں کہ بارش اور دریا کی روانی علماء کی طفیل ہے۔

رب تعالی تک رسائی حضور علیہ السلام کے ذریعہ اور حضور علیہ السلام تک رسائی علماء واولیاء اللہ کے ذریعے سے ہے ۔صحابہ کرام نے سینہ مصطفوی ﷺ سے نور نبوت بلاواسطہ حاصل کیا ،اور بعد والوں نے صحابہ کرامؓ کے سینوں سے ہمارے لئے اولیاء اللہ کے سینے وہ شفاف آئینے ہیں ،جن سے چھن کر وہ نور ربانی کل عالم کو منور کررہا ہے ،اس لیے بیعت کی جاتی ہے کہ کسی شیشہ کے سامنے آجائیں تاکہ بے نور نہ رہیں۔

انبیاء کرام خلق کی ظاہری اور باطنی اصلاح کے لئے تشریف لائے ،سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد وہ کام دو گروہوں کو سپرد ہوا ،ظاہری اصلاح علمائے دین کے ذمہ اور باطنی صفائی اولیاء اللہ کے سپرد ،چونکہ حضور ﷺ کی نبوت قیامت تک رہے گی ،ضروری ہے کہ انکے سارے کام انجام پاتے رہیں ،اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے ،کی یہ دونوں گروہ دنیا میں موجود رہیں ،نماز میں جسم پاک کرادینا ،قبلہ رو کھڑا کرادینا ،اس کے شرائط وارکان ادا کرادینا علماء کا کام ہے ،مگر نماز میں خلوص ،حضور قلب ،اسکاریاء سے پاک ہونا اولیاء اللہ کے ذریعہ گویا شرائط اور علماء پورے کراتے ہیں اور شرائط قبول اولیاء ۔قرآن اور کعبہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں ،مگر نبی ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے والا صحابی ہے ،معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے۔

ایمان عالم دین سے ملتا ہے ،مگر ایمان کی حفاظت اولیاء کے کرم سے ہوتی ہے ،اسی لئے اولیاء اللہ علماء کے شاگرد اور علماء اولیاء اللہ سے بیعت ہوتے ہیں ،یہ دونوں جماعت گویا ایمان واعمال کے دو بازو ہیں ،جیسے پرندہ دونوں بازؤوں کے بغیر نہیں اڑ سکتا ،ایسے ہی ہمارے اعمال ان دونوں جماعتوں کے بغیر بارگاہ رب العالمین تک نہیں پہنچ سکتے ،یہ دونوں جماعتیں زندگی کی گاڑی کے دو پہئے ہیں۔

جیسے جسم پر بیماریاں اور لوہے پر زنگ آتی رہتی ہے ،اس طرح دل پر بھی غفلت کی زنگ چڑھتی رہتی ہے ،بیماری اجسام کے لئے اطبائے یونان پیدا ہوئے ،اور بیماری دل کے لئے اطبائے ایمان ،زنگ آلود لوہے کو بھٹی کی ضرورت ہے ،اور زنگ آلود دل کے لئے صحبت اولیاء وعبادات وریاضت درکار ،مگر تاثیر میں صحبت اولیاء تیز تر ہے ،تلاوت قرآن پاک سیاہی قلب کو آہستہ آہستہ دور کرتی ہے ۔(مشکوۃ) مگر اللہ والے کی نظر کرم آن کی آن میں کایا پلٹ دیتی ہے ۔مولانا فرماتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حکایت: حضور غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چور چوری کی نیت سے گھسا ،مگر کچھ نہ پایا ،حضور نے اپنی خادم سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی جارہا ہے ۔اس میں ہمارے دروازہ کی بدنامی ہے ،خادم نے عرض کیا کہ کیا دے دیا جاوئے ،فرمایا وہ دیا جائے جو دونوں جہان میں اس کے کام آئے ،ہمیں یاد کیا کرے گا ،فلاں جگہ کے قطب کا انتقال ہو گیا ہے ،اسے وہاں کا قطب بناکر بھیج دو ،دیکھو آیا تھا تو چور تھا اور گیا تو قطب (اے سرکار بغداد ہم پر بھی نظر کرم ہو جائے)۔

ایک دفعہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں اکیلے جارہے تھے ،قیمتی جبا زیب تن ہے ،ایک ڈاکو نے بری نیت سے دامن پکڑا کہ جبا اتارلیں ،عرض کیا مولیٰ !اس نے عبدالقادر کا دامن پکڑا ہے ،قیامت تک اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے ،حضور خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کمہار کی بھٹی پر گزرے جس میں مٹی کے برتن پک رہے تھے ،حضور نے اس پر نگاہ فرمائی ،نار کو نور بنادیا اور تمام برتنوں پر اللہ اللہ نقش ہو گیا۔

دنیا میں انسان کمانے آیا ،ایمان اور اعمال اسکی کمائی ہے ،جسے آخرت میں بھیجنا ہے ،راہ میں نفس وشیطان ڈکیتی کرتے ہیں ،ضرورت ہے کہ قیمتی سامان کسی کی حفاظت میں آجائے ،محافظین کی جماعت کا نام اولیاء اللہ ہے ،مشائخ طریقت کی نگاہ کرم سے انشاللہ ایمان محفوظ رہے گا۔

مرشد کی ضرورت و اہمیت

سلسلہ راہ حق

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پیر کا مقصد صرف دم درود اور تعویز گھ لکھنا ہے۔ یہ مفہوم سراسر غلط ہے اور اگر یہی مفہوم لیا جائے تو یہ کام جادوگر اور عامل گلی کوچوں میں کرتے پھرتے ہیں تو پھر ایک عامل اور اللہ کے ولی میں کیا فرق رہ جائے گا؟

ضرورت و اہمیت

اولیاءاللہ، پیرانِ طریقت روحانی، اسلامی اور قرآنی آیات سے دم درود، تعویز اور دعا دیتے ہیں۔ مگر صرف یہی معیار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سے کہیں بڑھ کر ظاہری زندگی کے معاملات بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اولیاء کرامؒ کا مقصد **ایمان کی بقا، قربِ خدا، قربِ رسول ﷺ اور تسکینِ روح و قلب** ہے۔ جس سے یہ لوگوں کے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کر کے آدابِ خدا اور رسول ﷺ بتاتے ہیں۔

یہیں سے ہمارے اندر کا سفر شروع ہوتا ہے اور ہم اپنے اندر اس کو تلاش کرتے ہیں۔ جس طرح ظاہری دنیا میں کوئی بھی ہنر سیکھنے کے لیے **استاد** کی ضرورت ہوتی ہے یا سکول کالج اور یونیورسٹی میں بھی ہم استاد سے ہی پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کبھی بھی کوئی پیدائشی ہنر مند یا پڑھا لکھا پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی استاد کے بغیر کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں ترقی اور مقامات حاصل کرنے کے لیے بھی استاد یا رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک پیر و مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنی تعلیمات سے اپنی توجہ سے ہمارے اندر کو نکھارتے ہیں، سنوارتے ہیں اور ہمیں ہماری ہی اپنی اصل کی طرف لے جاتے ہیں جو ہوتی بھی ہمارے اندر ہی ہے۔

جیسے کہ ایک مجسمہ ساز تھا مائیکل اینجلیو، مغربی دنیا سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے مجسمے بڑی بڑی عمارتوں میں لگائے جاتے تھے۔ اس نے ایک مجسمہ بنایا تھا ڈیوڈ (حضرت داؤدؑ) کا بہت پیارا۔ جب اس سے اس کے ہنر کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا مجھے اس پتھر میں ڈیوڈ (داؤدؑ) نظر آرہے تھے میں نے تو بس اس کے ساتھ لگے فضول پتھروں کو اتارا ہے۔ اسی طرح پیر و مرشد بھی ہمارے اندر سے وہ فضول اشیاء باہر نکال دیتے ہیں اور ہم دوبارہ اپنی اصل شکل و صورت میں آتے ہیں جیسا کہ اللہ نے ہمیں بنایا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے روزمرہ کے کاموں پر غور کریں تو انسان اپنی روح کی ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے بہت سرگرداں رہتا ہے اس کے پیشِ نظر اپنی روح کی ضروریات اور مفادات کو پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ ہم اپنے روزمرہ کے کاموں پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم ایک خاص کریانہ سٹور پر ہی سے اپنی تمام چیزیں سودا سلف لاتے ہیں کیونکہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہاں تمام چیزیں معیاری اور عمدہ قیمت کی ہوتی ہیں۔ حالانکہ دکانیں تو اور بھی ہیں اسی طرح ہم مخصوص سبزی فروش یا مخصوص قصائی کے پاس ہی جاتے ہیں کہ بھئی وہ سودا سلف بہت اچھا دیتا ہے حالانکہ سبزی فروش تو اور بھی ہیں اور قصائی بھی بہت زیادہ ہیں۔ ہم اپنے قانون مسائل کو حل کرنے کے لیے کسی خاص وکیل کا انتخاب رتے ہیں کیونکہ ہمیں قانونی پیچیدگیوں کا علم نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم عدالتوں کے معاملات کو ٹھیک سے سمجھ سکتے ہیں۔ اسی بات کو آگے لے کر چلیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم کسی مخصوص ڈاکٹر سے ہی دوائی لینے جاتے ہیں تو بھئی وہ فلاں ڈاکٹر بہت اچھا ہے، اچھی دوائی دیتا ہے، بہت اچھے سے علاج و معالجہ کرتا ہے۔

غرض یہ کہ ہم نے تمام دنیاوی مسائل کے حل کے لیے کوئی نہ کوئی ٹھکانہ تلاش کر رکھا ہے اور وقت پڑنے پر وہاں سے اپنی مشکلات اور پریشانیوں کا مداوا بھی کراتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی ہم نے اپنے ایمان کی ارتقاء، نشوونما و بقا اور جلا کے لیے بھی کوئی ٹھکانہ تلاش کیا ہوا ہے؟

جس طرح ہم اپنا مقدمہ خود نہیں لڑ سکتے، وکیل کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے لیے کوئی عام سی دوائی تو استعمال کر سکتے ہیں مگر مکمل علاج معالجے کے لیے ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمیں ایمان کی بقا و نشوونما کے لیے کسی **پیر کامل اور مرشدین طریقت کی ضرورت** ہے۔ جو ہماری روحانی تربیت کرتے ہیں ہمیں اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی قربت حاصل کرنے کے لیے طریقے بتاتے ہیں اور اپنی خاص رہنمائی کی بدولت ہمیں درجہ کمال تک پہنچنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ ہماری اصلاح کرتے ہیں۔

مرشد پاک کی نسبت کے طفیل ہماری ایمان کی دولت محفوظ ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چھوٹا معصوم اور نادان بچہ اپنے ہاتھ میں ایک ہزار روپے کا کرنسی نوٹ لے کر باہر چلا جاتا ہے اور بھرے بازار میں گھومنے لگتا ہے تو اس پر لٹیروں، چوروں اور راہزنوں کی فوج مسلط ہو جاتی ہے اور ان کا تعاقب کرتی ہے کہ اس بچے سے کرنسی نوٹ چھین لیا جائے۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ بچہ تو نادان تھا اور نادانی میں کرنسی نوٹ کو ہاتھ میں پکڑ کر بھرے بازار میں چلا گیا وہ اس کی قدر و قیمت کو نہیں جانتا تھا اس کی نظر میں تو یہ ایک عام سا کاغذ تھا لیکن چور لٹیرے تو جانتے تھے کہ اس کی قدر و قیمت کیا ہے۔

اس کے برعکس ایک اور بچہ بھرے بازار میں ایک ہزار کا کرنسی نوٹ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر لہراتا جا رہا ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی بڑا بھی ہے جس کے ہاتھ میں اس

کا ہاتھ ہے۔ اب وہ چور لٹیرے اس بچے کے قریب بھی نہیں آئیں گے کہ اگر ہم نے کرنسی نوٹ چھیننے یا جھپٹنے کی کوشش کی تو ہم بڑے آدمی کے ہاتھوں پکڑے بھی جاسکتے ہیں اور ہمیں جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔

اسی مثال کے پیشِ نظر ایک عام انسان جو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا اور اس کو سنوارا، احکاماتِ الٰہیہ پر عمل کیا اور اپنے ایمان کو محفوظ کرنے کے طریقے اختیار کیے لیکن زیادہ لوگ ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے احکاماتِ الٰہیہ پر عمل نہیں کرتے۔ انکا ایمان پہلے بچے کی طرح کا ہے کہ حرص و لالچ، خود غرضی، چغلی، جھوٹ، فریب اور ان سب کا سردار شیطان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں یہ سب ہمارے ایمان کے لٹیرے اور چور ہیں۔

اور دوسرے بچے کی مثال کا مطلب یہ ہے کہ یہ عالمِ دہر ایک بھرا پڑا بازار ہے اور یہاں بچہ یعنی کہ ایک عام مسلمان اپنی دولت ایمانی کو بھرے بازار میں لہراتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اور نفسانی حرص اور خواہشات کے لٹیرے اس کے قریب نہیں آتے کیونکہ اس نے اپنا ہاتھ کسی بڑے یعنی پیر کامل کے ہاتھ میں دیا ہوتا ہے۔ پاکانِ خدا کی نسبت ان سے بیعت ہمارے لیے اس بچہ کی طرح بہت فائدہ مند ہے ایک بات یاد رہے کہ نسبت کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے ذکر میں *اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے والا ایک کتا بھی جنتی ہو گیا۔* اور ہم تو اشرف المخلوقات ہیں اور صاحبِ ایمان ہیں تو ہمیں کتنا فیض ملے گا۔ پاک اولیاء کرام کی نسبت اختیار کرنے سے پیرو مرشد کی ضرورت، اہمیت کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی ''اے ہمارے رب! ان میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کر دے۔''

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی آل اولاد اپنی قوم کی **اصلاح، تزکیہ نفس (جسمانی، قلبی و روحانی صفائی)** کے لیے ایک رسول بھیجنے کی دعا کر رہے ہیں۔ اگر انسان خود ہی یہ سب کر سکتا ہے تو اللہ کے برگزیدہ نبی علیہ السلام ایسی دعا کبھی نہ کرتے۔ اور پھر اللہ پاک کبھی بھی ایمان کی نشو و نما، بقا و جلا کے لیے کسی رہنما کو نہ بھیجتا اور بغیر نبی اور رسول کے ہی ہم صبح اٹھتے تو ہمارے سرہانے پہ قرآن پاک موجود ہوتا اور ہم اس سے استفادہ کر سکتے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مرشد ہمیں ظاہری اور باطنی علوم سکھاتے ہیں اور ہمارے نفوس کو بھی پاک کرتے ہیں اور قربت رسول ﷺ حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ بھی ہیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ **''میں اپنے جد امجد کی دعا ہوں''** آپ ﷺ روحانیت کے آفتاب ہیں آپ ﷺ کی صحبت اور محبت سے ایمان والوں کے دلوں کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی روحانی قوت بہت زیادہ طاقتور ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کی قربت میں آتا اس کا دل و دماغ اور روح تک معطر اور روشن ہو جاتی اسی لیے صحابہ کرامؓ کو بہت زیادہ ریاضت و مجاہدہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی، اخلاص کے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آکر بیٹھ جاتے اور قلب و باطن منور و روشن کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے غلام باوجود نمازی، متقی، صائم اور زاہد شب بیدار سخی، عادل وغیرہ ہونے کے شرفِ صحبت کی وجہ سے صحابی کہلائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے پاک بندوں کی صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔

اللہ کے پاکیزہ بندوں کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا قرآن نے بھی حکم دیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ (التوبہ: ۱۱۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اہل صدق کے ساتھ رہا کرو۔''

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ محض ایمان ہی کافی نہیں کیونکہ یہاں مخاطب ہی مومنین ہیں اور پھر عمل پر اکتفا نہیں کیا جا رہا کیونکہ حکم تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی کے بعد ایک مستقل حکم جاری کیا جا رہا ہے کہ اہل صدق یعنی سچوں کے ساتھ رہا کرو۔ کی معیت اختیار کرو اور ان کی صحبت میں رہا کرو۔

◉ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں **ایمان** کی تکمیل ہے۔

◉ اتَّقُوا اللّٰهَ میں تکمیلِ **اسلام** ہے۔

◉ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ میں تکمیلِ **احسان** ہے۔

ایمان ''عقائد'' پر مبنی ہے۔ اسلام ''اعمال'' پر مبنی اور ان سے بڑھ کر ''احسان'' کی منزل ہے جو مشاہدہ اور رویت پر مبنی ہے۔ وسیلہ تلاش کرنے اور اللہ کے پاکیزہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم قرآن پاک کی ایک اور آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (المائدہ: 35)

اس آیت کریمہ میں چار چیزوں کا بیان کیا گیا ہے۔

① ایمان ② تقویٰ ③ وسیلہ ④ جہاد؛ اور جب ان سب پر عمل کر لیا تو اس کے انعام کے طور پر اللہ پاک بہت بڑی فلاح پا جانے کی نعمت عطا کر رہا ہے یعنی فلاح پانا چاہتے ہو تو مذکورہ باتوں پر لازمی عمل کرنا ہو گا ورنہ تم فلاح نہ پاسکو گے۔

علمائے اکرام اور مشائخ عظام کے نزدیک اس آیت کریمہ میں:

اٰمَنُوۡا: **ایمان** میں حصول علم اور اطاعتِ حق کی طرف اشارہ ہے۔

اتَّقُوا: **تقوی** میں احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونا اور محنت اور ریاضت کی طرف اشارہ ہے۔

الۡوَسِیۡلَۃَ: **وسیلہ** میں ارادتِ شیخ مطلب پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رہنمائی حاصل کرے کی طرف اشارہ ہے۔

وَجَاهِدُو (**جہاد**) حدیث نبوی ﷺ کی اصطلاح میں جہاد بالنفس مراد ہے۔ یعنی اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا جسے جہادِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔

لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ کا مطلب ہے کہ ان سب آداب و ضوابط کو اپنائے بغیر سالک کے لیے فلاح کا اور کوئی طریقہ نہیں۔

اللہ کے نائب

قرآن حکیم کی ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر انسان کو رہنمائی کی ضرورت ہے اسی لیے قرآن پاک نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ اللہ پاک کی ذات اقدس نے ہمیں انسان بنایا، ہمیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عطا کی، ہمیں جسم عطا کیا غرض یہ کہ ہمیں ہر چیز عطا کی اور اس کا علم بھی عطا کیا اور رہنما بھی عطا کیا تاکہ ہم اپنے رہنما کی رہنمائی میں کام کریں اور گمراہی میں نہ پڑ جائیں اور کہیں دوزخ کا ایندھن نہ بن جائیں۔ یہ ہمارے اللہ پاک کی ہم سب پر بہت بڑی عطا ہے بہت بڑی نعمت ہے کہ ہمیں **آقا کریم جان** ﷺ کی صورتِ اقدس میں ایک **عظیم سے بھی عظیم رہنما** عطا فرمائے اور اللہ نے اولیاء کرامؒ کو اپنا نائب بنا کر ہم سب کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ سبحان اللہ۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ "ساری عبادت کا فائدہ صرف عابد انسان کو ہوتا ہے لیکن اچھے سچوں کی صحبت کا فائدہ تو جانوروں بلکہ درختوں اور پتھروں کو بھی ہوتا ہے۔" جس طرح تِل پھول کی صحبت میں پھولوں کی طرح مہکتے ہیں حتٰی کہ ان کا تیل بھی خوشبودار ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ اور منہ مبارک سے لگا ہوا رومال آگ میں نہیں جلتا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں کا غسالہ بیماریوں سے شفاء تھی۔ صفا و مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہؓ کے قدموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بن گئے۔ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت بھی اسی لئے کی جاتی ہے کہ ہم بھی ان پاک ہستیوں کی صحبت میں بیٹھ کر اچھے اور سچے بن جائیں۔

فرمانِ الٰہی ہے: "جس دن (قیامت) ہر انسان (یا ہر جماعت) کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے سچوں کو اپنا امام بنانا چاہیئے تاکہ قیامت کے روز حشر بھی انہی کے ساتھ ہو۔ بہت زیادہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت کرنا حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ اور بیعت ہونا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔

جس طرح حضور ﷺ اپنے غلاموں، عاشقوں سے بیعت لیا کرتے تھے اسی طرح مسلمان عورتوں سے بھی بیعت لیا کرتے تھے۔ عورتوں سے بیعت لینے کا حکم قرآن پاک کی **سورۃ الممتحنہ آیت 12** میں ہے۔

ترجمہ: "اے نبی اکرم ﷺ جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور وہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب ﷺ) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔"

اولیاء کرامؒ کے اقوال

❁ سید علی ہجویری المعروف **حضرت داتا گنج بخشؒ** فرماتے ہیں:

"اگر پاکیزہ اور مقدس لوگوں میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہتا ہے تو مرشد کامل کی صحبت کو اکسیر جان"..

❁ **حضرت امام غزالیؒ** فرماتے ہیں:

"انسان کے لیے ایسا پیر مربی و مرشد ضروری ہے جو اس کی رہنمائی کرے اس سے بد خلقی دور کرے اور برے اعمال سے بچا کر اچھے اعمال کا خوگر بنا دے"

❁ **حضرت سلطان باہوؒ** فرماتے ہیں:

ے
الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی ملیا تے ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بُوٹی مشک مچایا تے جان پھلن پر آئی ہُو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو

❁ **حضرت بابا بلھے شاہ قصوریؒ** عبادت کی قبولیت کے لیے مرشدِ برحق کی افادیت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ے
لوکی متیں دین بلھے نوں بلھیا جا بہو وچ مسیتی
پر وچ مسیتی کجھ نہ لبھدا جے دِلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک ہوئیاں کی بنا جے اندروں نہ گئی پلیتی
بِن مرشد کامل بلھیا تیری گئی عبادت کیتی۔

عقائد کی درستی

مرید ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے عقائد درست ہوں۔ جس کے عقائد ہی درست نہ ہوں تو وہ سلسلہ طریقت کو بھی سمجھ نہیں سکتا۔ عقائد میں اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں جنکا ماننا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

◉ اللہ ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اور واحد و یکتا ہے۔

◉ نبی اکرم ﷺ اللہ کے محبوب ترین اور آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ حاظر و ناظر رسول ہیں اور اللہ کی عطا سے علم غیب بھی رکھتے ہیں۔

◉ صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ، اہل بیت اطہارؓ ہمارے لیے قابل احترام ہستیاں ہیں۔

◉ شرعی احکامات کو سمجھنے کے لیے ہم حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اپنا امام مانتے ہیں۔

◉ حضرت غوث اعظمؒ کو تمام اولیاء اللہ کا سردار مانتے ہیں اور اللہ کی عطا سے اولیاءاللہ کے صفات و علم و کرامات کو بغیر کسی شک و شبہ کے مانتے ہیں۔

◉ اپنی دعاؤں میں ہمیشہ ان مبارک ہستیوں کا وسیلہ دے کر اللہ سے مانگتے ہیں۔

اب عقیدہ درست ہو گیا تو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے دین سمجھنے کے لیے اور اس پر عمل کرنے کے لیے کسی صاحب ولایت بزرگ ہستی سے بیعت ہونا ضروری ہے اور بیعت ہونے والے کو مرید کہتے ہیں۔

(بقیہ حصہ خاندانی نظام میں ذمہ داریاں)

عورت کی ذمہ داری

*اور اس خاندان کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے عورت سے صرف دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے

1۔ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ موافقت اور فرمانبرداری کا رویہ اختیار کریں

2۔ شوہر کے رازوں اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کریں (النساء 34)

*یہاں موافقت کے رویے سے مراد جی حضوری ہر گز نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر خاندانی نظام چلانا ہے

اولاد کی ذمہ داری

*اور جنت بھی ماں کے قدموں کے نیچے رکھ کر اولاد کو والدین سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے (لقمان 14)۔

بقیہ اسمائے مبارک ﷺ

مطہر ﷺ پاکیزہ ذات کا اسم گرامی مطہر جیسے اگر مطہر پڑھیں تو معنی کے لحاظ سے ظاہر و باطنی طور پر مکمل طاہر و معصوم مصطفی ﷺ کریمی ماشاءاللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: ''آپ ﷺ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوۃ) وصول کیجیے کہ آپ ﷺ اس صدقے کے باعث انہیں (گناہوں سے) پاک فرمادیں۔ اور انہیں (ایمان و مال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں۔''

قریب ﷺ قریب جیسا کہ لفظ ہی سے ظاہر ہے مطلب نزدیک۔ چونکہ نبی پاک ﷺ اللہ رب العزت کے سب سے زیادہ قریب ہیں اسلیے آپ ﷺ کا ایک نام قریب ہے۔ اور آپ ﷺ کے واقعہ معراج میں لفظ ''قاب قوسین'' اس بات کی دلالت کے لیے کافی ہے۔ اور اس سے آگے ''اوادنی'' کہ یہ قرب اور کسی کو حاصل نہیں۔ آپ ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: ''یہ نبی ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

خلیل ﷺ خلیل کا مطلب خالص دوست۔ جس کا ہر ایک عمل اپنے دوست کو خوش کرنے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ نے صرف اللہ رب العزت کو اپنا دوست بنایا تو پھر چاہے کسی نے آپ کو سلطنت دینے اور خزانوں کے انبار دینے اور ایک ہاتھ پر سورج اور ایک ہاتھ پر چاند دینے کا بھی کہا، وہ سب اللہ رب العزت کے سامنے ہیچ ہوا اور آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

مذکر ﷺ اس کے معنی ہیں تبلیغ و نصیحت کرنے والا۔ آپ ﷺ کے یہ نام اتنا خوبصورت طریقے سے عیاں ہوتا ہے کہ تبلیغ کا جو کام عرصہ دراز سے انبیاء و رسل کرتے آئے۔ آپ ﷺ نے اسے پایہ تکمیل کے اعلیٰ مندارج پر فائز کر دیا۔ آپ ﷺ کی شخصیت ایسی شخصیت ہے کہ جس نے عرب و عجم کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور انسان جو اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھنے لگ گیا تھا اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صراط مستقیم کی راہ دکھائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (الغاشیہ: 11) ''پس آپ نصیحت فرماتے رہیے۔ آپ ﷺ لوگوں کو نصیحت ہی فرمانے والے ہیں۔''

شجرہ مبارک (سلسلہ عالیہ قادریہ)

قادری سلسلے کے بزرگوں کے نام

صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق دامت برکاتہم عالیہ	حضرت سیدنا شاہ نجم الدین قلندرؒ
حضرت سیدنا سلطان العارفین صوفی حق واسعؒ	حضرت سیدنا میر مبارک غزنویؒ
حضرت سیدنا شاہ عبد القدوسؒ	حضرت سیدنا میر نظام الدینؒ
حضرت سیدنا شاہ عبد الرؤف نیرؒ	حضرت سیدنا شیخ شہاب الدینؒ
حضرت سیدنا مولانا شاہ عبد الشکورؒ	حضرت سیدنا شاہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ
حضرت سیدنا نبی رضا شاہؒ	حضرت سیدنا ابو سعید بن مبارک مخدومیؒ
حضرت سیدنا مولانا شاہ عبد الہؒ	حضرت سیدنا ابو الحسن الهنکاری الغزنویؒ
حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	حضرت سیدنا ابو یوسف طرطوسیؒ
حضرت سیدنا میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانویؒ	حضرت سیدنا شیخ عبد العزیز یمنیؒ
حضرت سیدنا شاہ عبد الرحیم فاطمی شہیدؒ	حضرت سیدنا شیخ رحیم الدین عیاضؒ
حضرت سیدنا شاہ عبد الباری امروہیؒ	حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلیؒ
حضرت سیدنا شاہ عضد الدین امروہیؒ	حضرت سیدنا سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ
حضرت سیدنا شاہ محمد مکیؒ	حضرت سیدنا شیخ سری سقطیؒ
حضرت سیدنا شاہ محمدیؒ	حضرت سیدنا شیخ معروف کرخیؒ
حضرت سیدنا شاہ محب اللہ صدیقی الہ آبادیؒ	حضرت سیدنا حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؓ
حضرت سیدنا شاہ ابو سعید گنگوہیؒ	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظمؓ
حضرت سیدنا شاہ نظام الدین بلخی فاروقی تھانیسریؒ	حضرت سیدنا امام جعفر صادقؓ
حضرت سیدنا شاہ جلال الدین محمود فاروقی تھانیسریؒ	حضرت سیدنا امام محمد باقرؓ
حضرت سیدنا قطب عالم شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ	حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ
حضرت سیدنا شیخ محمد بن شیخ عارف احمد عبد الحق ردولویؒ	حضرت سیدنا امام حسینؓ
حضرت سیدنا مخدوم شیخ عارف احمد عبد الحق ردولویؒ	حضرت سیدنا امام علی ابن ابی طالبؓ
حضرت سیدنا شاہ قطب الدینؒ	
سرور کائنات فخر موجودات جامع الصفات مجمع حسنات حبیب خدا اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم	

تصوف کا حرف ''و''۔۔۔وفا،وفاداری

''وفا'' ایک چھوٹا سالفظ لیکن اس کے معنی میں بہت گہرائی ہے۔وفا اگر مالک سے ہو تو بہت افضل اور خالق سے ہو تو سب سے افضل۔انبیاء کرام تمام انسانوں میں سب سے افضل ہستیاں ہیں ان کی خالق ومالک سے وفا بھی سب سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تمام انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا پیغام توحید کا پیغام پوری ذمہ داری سے اپنی اپنی امت تک پہنچایا۔ ہر طرح کی آزمائشوں سے گزرتے ہوئے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

تمام انبیاء پر جتنی مصیبتیں آئیں اور تکالیف آئیں وہ سب ایک طرف اور تاجدار انبیاء سردار انبیاء ہمارے آقا کریم ﷺ کو ہر طرح کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا، کبھی شکوہ شکایت زبان پر نہ آیا۔ کبھی کسی دشمن کو بد دعا نہیں دی کیونکہ اللہ پاک کے سب سے محبوب نبی کی وفاداری رب کائنات کے ساتھ سب سے زیادہ سب سے اعلیٰ مقام پر ہے۔

بات وفا کی ہو رہی ہے تو وفا میں یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مقام و مرتبہ سب سے افضل ہے۔اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی دوست تھے حضور اکرم ﷺ کے اور قبول اسلام کے بعد ایسی دوستی نبھائی کہ محبوب کی ہر ادا پر جان مال اولاد والدین قربان کرنے کے لیے تیار رہتے۔ اسلام قبول فرمایا تو مردوں میں پہلے اسلام لانے والوں میں شمار ہوا۔ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا ہماری ڈیوٹی کیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری ڈیوٹی وہ ہے وہی آپ کی، تبلیغ دین کے کام کرنا۔اس طرح بہت سے صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وجہ سے شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔وفا کی اعلیٰ مثال ہجرت کے وقت اپنے آقا ﷺ کا خیال رکھنا کہ کوئی تکلیف نہ پہنچے۔اپنے آقا ﷺ کے آرام کی فکر کرنا کہ غار میں کوئی زہریلا جانور نہ نقصان پہنچائے تو خود غار میں پہلے تشریف لے کر گئے۔

میرے آقا کریم جان ﷺ کے تمام صحابہ روشن ستارے ہیں۔وفاداری میں جانثار کرنے والے ایسے غلام کہ کبھی کسی حکم پر پیچھے نہ ہٹے۔ان وفاداروں نے کبھی اگر مگر نہیں کیا جنہوں نے دل سے حضور اکرم ﷺ کو اپنا سچا نبی مان لیا تھا۔ جنگ کے موقع پر جب حضور ﷺ نے فرمایا چلو جہاد کے لیے جانا ہے تو فوراً چل پڑے۔ جب حکم ہوا صحابہ کرامؓ نے کوئی معذرت نہیں کی۔ یہ تھی وفاداری۔۔۔ہم وہ لوگ ہیں جو ابو بکرؓ کی ''الف'' سے لے کر علیؓ کی ''ی'' تک سب وفاداروں سے محبت کرتے ہیں۔

یہی وفا نبھائی امام پاکؓ نے میدان کربلا میں اپنے نانا جان کے دین کو سربلندی عطا فرمائی۔اہل بیت اطہارؓ صحابہ کرامؓ تابعین، تبع تابعین،اپنے اپنے دور میں دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی وفاداری میں سچے غلاموں کی طرح اپنے نام روشن کر گئے اور قیامت تک اولیاء کرام ان ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آقا ﷺ کے سچے غلام بن کر وفا نبھاتے رہیں گے۔

تصوف کے حروف میں ہی صوفیاء کی تعلیم بتائی گئی ہے۔کوئی مرید اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تصوف کے بارے میں مکمل علم حاصل نہ کرلے۔اور اپنی زندگی میں عملی صورت میں اس علم کو شامل نہ کرے۔آقا کریم ﷺ کے سچے غلام اور پیر کامل کے سچے مرید کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر یہ کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے یا بھائی ہوں یا کنبے والے۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا۔اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں،ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے''(المجادلہ:22؛ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ)

میرے لجپال آقا ﷺ سے محبت کرنے والے اولیائے کاملین ایسی وفا نبھاتے ہیں کہ پھر ان کی مبارک زبان سے نکلی ہر دعا عرش پر جاتی ہے اور شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول ﷺ کی دشمن سے دوستی کرے۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بد دینوں بد مذہبوں اور خدا اور رسول ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے دوستی پیار، محبت رکھنا جائز نہیں۔خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں کو قرابت داری، رشتہ داری سے زیادہ اللہ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کی محبت اور اولیائے کاملین جو سچے عاشق رسول ﷺ ہیں ان کی محبت کا پاس رکھنا چاہیے۔وفاداری اسی کو کہتے ہیں۔۔۔!

مرشد کی نظر

روایت ہے کہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کو جب ان کے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے نہایت قلیل مدت میں اپنا خرقہ، مصلیٰ اور دیگر روحانی فیوض سے نوازا تو شیخ کے دیگر مریدین حیران رہ گئے۔ شیخ کی موجودگی میں تو کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہو سکی مگر پس پردہ وہ ایک دوسرے سے شکایتی لہجے میں کہنے لگے:

''کیسے حیرت کا مقام ہے کہ ہم لوگ برسوں سے حضرت شیخ کے آستانے پر دستِ طلب دراز کئے ہوئے کھڑے ہیں مگر ہمارے ہاتھ اور دامن ابھی تک خالی ہیں، مگر اس درویش کو دیکھو کہ اچانک آیا اور ایک ہی رات میں معرفت کے خزانوں کا مالک بن گیا۔ اس نے کوئی ریاضت کی اور نہ شیخ نے اسے کسی مشقت میں ڈالا، پھر سب کچھ کیسے ہو گیا؟''

بظاہر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مریدوں کا لہجہ محتاط تھا مگر درپردہ سب کے سب یہی کہنا چاہتے تھے کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ خرقۂ خلافت کے حقدار نہیں تھے اور پیرومرشد کی یہ عنایت منصفانہ نہیں ہے۔

صبح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو آپؒ نے تمام مریدانِ خاص کو اپنے حجرۂ مبارک میں طلب کیا۔ پھر ایک خادم کو چند کبوتر لانے کا حکم دیا۔ جب کبوتر آ گئے تو حضرت شیخؒ نے وہ سارے پرندے اپنے مریدوں میں تقسیم کر دیئے اور خرقۂ خلافت کے دعوے داروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''پہلے تم لوگ ان کبوتروں کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں تمہیں دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔ پھر میرے پاس آؤ۔'' تمام مرید کبوتر لے کر چلے گئے۔ ان مریدوں میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ بھی شامل تھے۔ کچھ دیر بعد تمام مریدوں نے گوشۂ تنہائی تلاش کر کے پیرومرشد کی ہدایت کے مطابق کبوتروں کو ذبح کر ڈالا اور حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، تاہم زکریا ملتانیؒ نہ آئے۔ خدام شدید حیرت کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے اور ان کی آنکھیں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کو ڈھونڈ رہی تھیں جو ابھی تک پیرومرشد کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کو بھی اپنے خلیفۂ اکبر کا انتظار تھا۔ آخر حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپؒ کے ہاتھ میں زندہ کبوتر موجود تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے تمام مرید بہت خوش ہوئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے: ''یہ مرید جسے خلافتِ کبریٰ حاصل ہو گئی ہے، کوئی نادان شخص ہے کہ کبوتر کو ذبح کئے بغیر چلا آیا۔ اب یہ پیرومرشد کے غضب سے محفوظ نہیں رہے گا اور جو دولتِ عظمیٰ اسے کسی مشقت کے بغیر راتوں رات حاصل ہو گئی ہے، یکایک سلب ہو جائے گی۔''

ابھی حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کے مریدانِ خاص یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت شیخؒ ان سے مخاطب ہوئے: ''تم لوگوں نے میری ہدایت کے مطابق ان پرندوں کو ذبح کیا ہے؟'' ''شیخ محترم! اس میں کیا شک ہے؟'' تمام مریدانِ خاص نے بیک زبان عرض کیا: ''ہم تو پیرومرشد کی نافرمانی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔'' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے مریدانِ خاص کا جواب سنا اور پھر آپؒ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے مخاطب ہوئے۔ ''بہاؤالدین! تم نے اس کبوتر کو ذبح کیوں نہیں کیا؟''

''سیدی! اس حقیر و عاجز کو کوئی گوشۂ تنہائی نہ مل سکا۔ پھر یہ غلام کس طرح پیرومرشد کے حکم پر عمل پیرا ہوتا؟'' حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے نہایت عاجزانہ لہجے میں عرض کیا۔ ''اور تم بہت دیر سے بھی آئے۔'' شیخؒ کے سوال کے جواب میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے عرض کیا: ''اگر یہ غلام ساری زندگی جستجو میں گزار کے آتا، تب بھی اس عاجز کا یہی جواب ہوتا۔ پوری کائنات میں کہیں کوئی گوشۂ تنہائی موجود نہیں ہے۔ یہ حقیر جہاں بھی گیا، حق تعالیٰ کو حاضر و ناظر پایا۔''

''تم نے سچ کہا' بہاؤالدین!'' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا لہجہ نہایت پُرجوش تھا۔ پھر آپؒ نے اپنے مریدانِ خاص کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اور تم لوگوں کو اتنی جلد گوشۂ تنہائی میسر آ گیا؟'' مریدانِ خاص کی گردنیں ندامت سے جھک گئیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے دوبارہ اپنے مریدوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''تم سب لوگ جنگل میں چلے جاؤ اور اپنے اپنے حصے کی گھاس کاٹ کر لے آؤ۔'' اب کی بار مریدانِ خاص اس راز کو سمجھ گئے تھے کہ جس طرح کبوتر کا ذبح کرنا ایک امتحان تھا، اسی طرح جنگل سے گھاس لانا بھی ایک آزمائش ہے۔ مگر کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حکمِ شیخ میں کون سا نکتہ پوشیدہ ہے؟ الغرض جب سلسلۂ سہروردیہ کے تمام درویش جنگل سے واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں سرسبز گھاس کے گٹھے تھے۔ اس کے برعکس حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے پاس سوکھی گھاس موجود تھی۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے دوسرے مریدوں سے پوچھا: ''تم یہ ہری بھری گھاس کیوں لائے؟'' ''سرسبز گھاس نظروں کو اچھی لگتی ہے، اس لئے ہم شیخ کے حضور بھی

خوب صورت اور پسندیدہ چیز لے آئے۔" تمام مریدوں کا کم و بیش ایک ہی جواب تھا۔"اور بہاؤ الدین! تم یہ خشک گھاس کس لئے اُٹھالائے؟" آخر میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے خلیفۂ اکبر سے دریافت کیا:"سیدیؒ! جنگل میں سبز گھاس کی تو کمی نہیں تھی مگر میں جہاں بھی گیا، اسے یادِ الٰہی میں مصروف پایا۔" حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ نے عرض کیا: "مجھے اچھا نہیں لگا کہ اسے یادِ الٰہی سے محروم کردوں۔ خشک گھاس چوں کہ ذکرِ الٰہی سے فارغ تھی، اس لئے اسے کاٹ کر پیر و مرشد کی خدمتِ عالیہ میں پیش کردیا۔" اپنے خلیفۂ اکبر کا جواب سن کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے تبسم فرمایا اور پھر دوسرے مریدوں سے مخاطب ہوئے:

"اب تم لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ بہاؤ الدین کو خلافتِ کبریٰ کیوں دی گئی ہے؟" تمام مرید حیران و پریشان تھے۔ اُنہیں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے ذہن کی رسائی اور نکتہ آفرینی کا اندازہ تو ہوگیا تھا مگر وہ پیر و مرشد کے سوال کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ آخر کچھ دیر بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے معرفت کے اس راز کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے فرمایا:

"مرید پر لازم ہے کہ وہ مرشد کے فیصلے سے اختلاف نہ کرے اور اپنے دل و دماغ کو اندیشوں کے غبار سے آلودہ نہ ہونے دے۔ دوستو! تم سب گیلی لکڑی کی مانند ہو جس پر آگ جلدی اثر نہیں کرتی۔ اسے جلانے کے لئے شدید محنت درکار ہوتی ہے۔ بہاؤ الدین ملتانی، سوکھی لکڑی کی طرح تھا کہ ایک ہی پھونک میں بھڑک اُٹھا اور عشقِ الٰہی کی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔"

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے وہ تمام مرید جو پیر و مرشد کے فیصلے پر معترض تھے اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کو خلافتِ کبریٰ کا مستحق نہیں سمجھتے تھے، نادم و شرمسار نظر آنے لگے۔"حق بہ حق دار رسید۔"

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"دنیا میں کوئی کام توفیقِ الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا اور مشیت الٰہی یہ ہے کہ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ میرا خلیفۂ اکبر ہے۔ جو اس کی طرف سے اپنے دل کو صاف رکھے گا، اسے دونوں جہانوں کی سعادتیں اور برکتیں حاصل ہوں گی۔ جو اپنے دل و دماغ کو شک اور حسد کے غبار سے آلودہ کرے گا، وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑے گا، صرف اپنی دنیا اور آخرت سے ایک خطرناک کھیل کھیلے گا۔"

یہ مریدوں کے لئے تنبیہ بھی تھی اور ہدایت بھی۔ آخر انسانی نفس پر چھائی ہوئی کدورت ختم ہوگئی اور ان سب کو اعتراف کرنا پڑا کہ مرشد کی نظر، نظر ہوتی ہے۔ اس نظر کی گہرائی تک عام مرید نہیں پہنچ سکتا۔

ابلیس

ابلیس حضرتِ موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی رسالت کے لیے برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہم کلام ہوا ہے۔ میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں۔ اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا۔ اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے پروردگار عزوجل کے پاس سفارش کیجیے کہ میری توبہ قبول کرے۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم تمھاری حاجت برلائے۔ پھر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرتِ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو۔ شیطان نے انکار کیا اور غصے میں آکر کہنے لگا کہ جب میں نے آدم علیہ السلام کو ان کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب مرنے پر کیا سجدہ کروں گا۔ پھر شیطان نے کہا، اے موسیٰ علیہ السلام تم نے جو اپنے پروردگار کے پاس میرے سفارش کی ہے اس لیے تمھارا مجھ پر ایک حق ہے۔ تم مجھ کو تین حالتوں میں یاد کیا کرو، ایسا نہ ہو کہ میں تم کو ان تین وقتوں میں ہلاک کر دوں۔

① ایک تو غصہ کے وقت مجھے یاد کرو۔ کیونکہ میرا وسوسہ تمھارے دل میں ہے اور میری آنکھ تمھاری آنکھ میں ہے اور میں تمھاری رگ و پوست میں خون کی طرح دوڑتا ہوں۔

② دوسرا جہاد و غزوات کی حالت میں میرا خیال کیا کرو کیوں کہ میں فرزندِ آدم کے پاس اس وقت جاتا ہوں جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور میں اس کے بال بچے بی بی گھر والے یاد دلاتا ہوں یہاں تک کہ وہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

③ تیسرا غیر محرم عورتوں کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیوں کہ میں تمھارے پاس اُس کا قاصد ہوں اور اُس کے پاس تمھارا پیامبر ہوں۔

(فضیلہ الشیخ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ جاء الحق میں جاری سلاسل

◆ تفسیر قرآن پاک ◆قرآن پاک ناظرہ ◆حدیث ◆نعت ◆نقابت

◆ محفل ذکر بروز جمعرات بعد از نماز عشاء ◆اصلاحی اجتماع برائے خواتین بروز ہفتہ بعد نماز ظہر

آستانہ پاک کی جانب سے لکھی جانے والی کتب

ادارہ جاء الحق میں شمولیت کا طریقہ

ادارہ جاء الحق میں مستحق طلباء کو فی سبیل اللہ تعلیم دی جاتی ہے۔ خواتین کے لیے سلائی کڑھائی، فری ڈسپنسری کا قیام اور مستحق بچیوں کی شادیوں کا انتظام بھی ادارہ جاء الحق کے مقاصد میں شامل ہے۔ آپ بھی اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈال کر ثواب دارین حاصل کریں۔ آپ زکوۃ، فطرات، عشر اور دیگر صدقاتِ نافلہ کے ذریعہ یا کسی استاد کی تنخواہ، کسی طالب عِلم کی فیس، بجلی، پانی و گیس کا بل کی ادائیگی کی صورت میں ادارہ کی مدد کر سکتے ہیں۔

کتب، آرٹیکلز اور رسائل حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

مکان نمبر 166A گلی نمبر 188 محلّہ ڈپٹی کالونی نیو بھوگیوال، لاہور کینٹ، ضلع لاہور۔

www.facebook.com/IdaraJaulHaq, idarajaulhaq@gmail.com